بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۴

شمارہ

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۷/ روپے
ششماہی ۴/ روپے
ممالک غیر ۸/ ″

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۳ر احسان ۱۳۴۴ ہش | ۳ر صفر ۱۳۸۵ھ | ۳ر جون ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان یکم رجون سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۸ رمئی بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ:-

پرسوں شام اور کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کامل و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان یکم جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

محترم موصوف گذشتہ بدھ کے روز امرتسر تشریف لے جاکر ڈاکٹروں سے اپنے بازو کا معائنہ کرایا جسے تسلی بخش پاکر پلستر اتار دیا گیا۔ کلائی کے جوڑ میں معمولی درد محسوس ہوتا ہے بازو پر روزانہ مالش کی جاتی ہے اور حالت بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم صاحبزادہ صاحب سلمہ اللہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ رکھے اور بڑھ چڑھ کر دینی خدمات بجا لانے کی توفیق بخشے آمین

قادیان میں پنڈت جواہر لال نہرو کی پہلی برسی پر ایک مشترکہ جلسہ

محترم امیر صاحب مقامی اور جناب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے شردھانجلی پیش کی

۲۷ رمئی ۱۹۶۵ء: آج ۸ بجے شب غلہ منڈی میں پنجاب نیشنل بینک کے سامنے قادیان کی جملہ سیاسی پارٹیوں کی طرف سے آنجہانی پنڈت جواہر لال جی نہرو وزیر اعظم بھارت کی پہلی برسی منانے کے لئے جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے کی زیر صدارت جلسہ منعقد ہوا۔ مقامی احباب جماعت بھی ایک بڑی تعداد میں اس قومی جلسہ میں شریک ہوئے۔ جلسہ میں گیانی لابھ سنگھ صاحب محترم پریذیڈنٹ منڈل کانگریس کمیٹی قادیان۔ مولوی عبد الرحمن صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ قادیان چوہدری مبارک علی صاحب۔ ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان صدر جلسہ سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے چوہدری دریام چند وغیرہ مقررین نے تقریریں کیں۔ اور دیش کے محبوب نیتا جواہر لال نہرو کو عقیدت کے پھول پیش کئے۔ جناب مولوی عبد الرحمن صاحب نے نہرو جی کی بلند شخصیت اور ان کے اوصاف کو بیان کرتے ہوئے دیش واسیوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے اور دیش کی ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ نے اپنی تقریر میں نہرو جی کی بے وقت جدائی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں ملک کی جملہ اقوام ہندو مسلم سکھ عیسائی سے یکساں پیار تھا۔ سب دیش واسی اپنے محبوب نیتا سے بہت محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم سب آپکی جدائی کو محسوس کرتے ہوئے آپ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں

موجودہ غیر معمولی حالات میں جماعت احمدیہ کے حکومت کے ساتھ تعاون کا ذکر کرتے ہوئے جناب ایڈیشنل ناظر صاحب امور عامہ نے بتایا کہ احمدیہ جماعت ہندوستان کے افراد اپنے ملک اور حکومت کے پوری طرح وفادار ہیں۔ اور کسی بھی نازک موقعہ پر قربانی میں دوسروں سے پیچھے نہ رہیں گے۔ آپ نے اپنی تقریر میں مقامی غیر مسلم دوستوں کے ساتھ اچھے برادرانہ تعلقات پر خوشی کا اظہار کیا۔ اور فرمایا کہ بعض مفاد پرست لوگ کبھی کبھی جماعت کے خلاف خصلتاً رنگ ... میں عوام کو مشتعل کرتے ہیں۔ مگر ان کے مقابلہ میں مقامی سنجیدہ مزاج غیر مسلم ہندو اور سکھ بھائیوں کی بھاری اکثریت کا سلوک ہمارے ساتھ ہمیشہ اچھا ہے۔ اور ایسے شر پسند عناصر کی شر انگیزیاں خود بخود ہی ختم ہوتی رہتی ہیں۔

اسی طرح دیگر متعدد مقررین کی تقاریر کے بعد یہ جلسہ نہایت ہی خوشگوار ماحول میں ختم ہوا۔

(نامہ نگار)

وزیر اعلیٰ پنجاب سے احمدیہ وفد کی ملاقات

ہمیں اطلاع ملی تھی کہ پنجاب کے منسٹری جناب کامریڈ رام کشن صاحب دورہ پر ۲۸ رمئی ۱۹۶۵ء کے روز گورداسپور تشریف لا رہے ہیں۔ اس موقعہ پر جماعت احمدیہ کے ایک وفد کی طرف سے ملاقات کرنے کا پروگرام بھی بنایا گیا۔ چونکہ جناب سردار ستنام سنگھ صاحب باجوہ ایم۔ ایل۔ اے بھی جا رہے تھے۔ اس لئے مورخہ ۲۸ کو صبح نو بجے انہیں کی کار پر جماعت احمدیہ کا وفد گورداسپور روانہ ہوا۔ وفد میں محترم حضرت مولانا مولوی عبد الرحمن صاحب ناظر اعلیٰ۔ امیر جماعت احمدیہ و صدر میونسپل کمیٹی قادیان، محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوت و تبلیغ و تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ۔ خاکسار چوہدری مبارک علی ایڈیشنل ناظر امور عامہ اور چوہدری عبد اللطیف صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان تھے۔ گورداسپور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جناب کامریڈ رام کشن صاحب تبڑی بنگلہ میں تشریف لا چکے ہیں۔ چنانچہ تبڑی بنگلہ پہنچے۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب کو مل کر خوش آمدید کہا۔ اور ملاقات کے وقت جناب وزیر اعلیٰ نے سب سے پہلے جماعت احمدیہ کے وفد کو وقت دیا۔ پہلے خیریت پوچھی اور استفسار کیا کہ کوئی تکلیف تو نہیں۔ وفد کی طرف سے ہر طرح خیریت بتانے پر خوش ہوئے اور کہا کہ اگر کسی وقت ہو تو انہیں بتایا جائے۔ اس کے بعد جماعت کے بارے میں پوچھتے رہے۔ ہماری طرف سے قادیان آنے کی دعوت دی گئی۔ موصوف نے فرمایا کہ پھر کبھی موقعہ ملنے پر آؤں گا۔ اب ان کا پروگرام ایسا ہے کہ اس سے گنجائش نکلنی مشکل ہے ہماری طرف سے اس موقعہ پر بھی ہر طرح کے تعاون کی پیشکش کی گئی۔ جس پر انہوں نے شکریہ ادا کیا۔ ہمارے بعد دوسرے وفدوں کی ملاقات شروع ہوئی۔ اور ہم اسی وقت کار پر قادیان آ گئے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

ضرورت خادم

ہندوستان سے باہر ایک احمدی دوست کو ایک ایسے خادم یا خادمہ کی ضرورت ہے جو ادھیڑ عمر کے ہوں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوں۔ کھانا پکانے میں ماہر ہوں۔ کم سے کم تین سال کے لئے باہر رہنا ہوگا۔ اگر قرآن شریف کی تعلیم بھی دے سکیں تو ایسے شخص کو ترجیح دی جائے گی۔

خواہشمند احباب تنخواہ وغیرہ کے تصفیہ کے لئے اور دیگر معلومات کے لئے خاکسار سے خط و کتابت فرما دیں۔

خاکسار

بشیر احمد انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ مکان نمبر ۲۷۹۵۔
بازار بلی ماراں دہلی نمبر ۶

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۳ رجون ۱۹۶۵ء

قادیان میں جلسہ یوم خلافت

رپورٹ مرسلہ مکرم بھائی اللہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان

قادیان دارالامان ۲۷ رمئی۔ جلسہ یوم خلافت لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے انتظام کے ماتحت مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب فاضل امیر مقامی منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ٹھیک آٹھ بجے صبح تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جو حافظ عبدالرحمن صاحب نے کی۔ اس کے بعد عزیز عبدالکریم صاحب ملکانہ نے مقام خلافت کے متعلق ایک نظم سنائی۔ بعد ازاں محترم صدر صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۲۶ رمئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تھا۔ اور ۲۷ رمئی کو جماعت احمدیہ میں خلافت کا قیام عمل میں آیا۔ آپ نے بتایا کہ جب بھی دنیا میں بغض و فساد زور پر ہوتا ہے۔ فسق و فجور کے بادل انسانی دنیا پر چھا جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ اور اس کے ذریعے سے بدیوں کو دور کرتا اور اس کے پاک نمونہ سے تزکیہ نفوس کرتا ہے نبی چونکہ ایک بشر ہوتا ہے اور اس کی زندگی چند روزہ ہوتی ہے۔ اور وحدت۔ یکجہتی اور اتفاق کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس لئے نبی کی وفات کے بعد اس کے کام کی نشو ونما اور ترقی کے لئے خلافت کا قیام ہوتا ہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے

"خلافت کی اہمیت و ضرورت"

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں سراج منیر یعنی ذاتی روشنی والا چراغ قرار دیا ہے۔ جس طرح غروب آفتاب کے بعد چاند اور ستارے دنیا کو منور کرتے ہیں۔ اسی طرح آفتاب نبوت کے غروب ہونے کے بعد خلفاء اسی روشنی کو دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ اور جو کام نبی کرتا ہے وہ خلفاء کرتے ہیں۔ اس ضمن میں مقرر نے قرآن مجید سے نبی کے چار کام تلاوت آیات۔ تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفوس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ یہی کام خلفاء کا ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت راشدہ کے عہد میں اسلام نے جلد جلد ترقی کی۔ اسی طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے بعد حضور کے تحریر فرمودہ رسالہ الوصیت کے ماتحت قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا قیام ہوا اور خدا نے چاہا کہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی منظور احمد صاحب فاضل گھنوکے نے "خلافت اسلامیہ قرآن کریم و احادیث نبویہ کی روشنی میں" کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ قوموں کی ترقی انسانوں کے باہمی ربط اور حقوق کی ادائیگی اور حفاظت کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہے اسی ضمن میں آپ نے مختلف نظاموں کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا کہ اسلامی نظام خلافت ہی اعلیٰ و اکمل اور افضل ہے جو جسمانی ضروریات کے ساتھ ہی روحانیت کا نگہداشت بھی ہے۔ پھر آپ نے آیت استخلاف اور دوسری آیات قرآنی سے استنباط کرتے ہوئے بتایا کہ جب تک مومنین ایمان بالخلافت اور اعمال صالحہ پر قائم رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کا انعام ان میں جاری رکھے گا۔ تقریر کے دوسرے حصہ میں آپ نے مختلف احادیث نبویہ سے استدلال کرتے ہوئے خلافت کی ضرورت اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد عزیز محمد انعام صاحب غوری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے نظم پڑھی جس کے بعد مکرم مولوی کریم الدین صاحب شاہد نے

"خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور اس کا بنایا ہوا خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا"

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کے دنیاوی نظاموں جمہوریت ڈکٹیٹر شپ وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ نظام خلافت دیگر نظاموں کی افراط و تفریط سے پاک ہو کر ان کے بین بین چلتا ہے۔ اگرچہ خلیفہ کا انتخاب مومنین کی جماعت کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ ان مومنوں کے دلوں پر اس وقت خاص طور پر تصرف فرماتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی خلیفہ کے قیام کا ذکر آتا ہے وہاں اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے بتایا کہ خلیفہ کے انتخاب کی وجہ سے بعض افراد یہ غلط خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ان کا اپنا منتخب کردہ خلیفہ معزول بھی ہو سکتا ہے۔ مگر جبکہ اس کے انتخاب میں مشیت الٰہی ہی کام کر رہی ہو تو وہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہی سمجھا جائے گا۔ اور اس کا عزل خدا تعالیٰ کے علم غیب اور قدرت پر حرف لانے والا ہوگا۔ مقرر نے اپنے اس بیان کی تائید میں آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریرات اور اقتباسات پڑھ کر سنائے۔ اور ان کی وضاحت کی۔

اس کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے

"برکات خلافت"

کے موضوع پر تقریر شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ خلافت کی برکات دو قسم کی ہوتی ہیں۔ روحانی اور ملی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چونکہ خلافت نبوت کا تتمہ ہوتی ہے اس لئے جو کام نبی کرتے ہیں وہی کام خلیفہ سرانجام دیتا ہے۔ نبی کا کام تلاوت آیات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا چنانچہ قرآن مجید سیکھنے کا وہ ذوق و شوق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد سے شروع ہوا۔ وہ حضور علیہ السلام سے قبل دیکھنے میں نہیں آتا اور یہ ذوق و شوق خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں عروج کو پہنچ گیا اسی ضمن میں فاضل مقرر نے تفسیر کبیر، حفاظ کی کثرت، قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم اور دنیا کے کناروں تک اس کی اشاعت کا تفصیل سے ذکر کیا۔ تزکیہ نفس اور تمکین دین کے ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مجلس عرفان اور غیر مبائعین کے غلط عقائد کے مقابلہ میں صحیح عقائد کا ذکر کیا۔ تقریر کے دوسرے حصہ میں برکات ملیہ کے ضمن میں فاضل مقرر نے ہر خوف کے وقت امن کا ذکر کر کے حاضرین کو مستفید کیا۔ اس کے بعد مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ اور پھر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے

"منکرین خلافت کا انجام"

کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد خلافت اولیٰ کے شروع میں ہی جماعت احمدیہ کے اندر منافقین اور منکرین خلافت کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا۔ مقرر نے آیت استخلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد الہامات سے منکرین خلافت کے بد انجام کی وضاحت فرمائی۔

آخر میں صاحب صدر نے مقررین کو لذیذ ہدایات سے نوازا اور پونے گیارہ بجے کے قریب اجتماعی دعا پر یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

مستورات بھی بارعایت پردہ اس تقریب سے مستفید ہوئیں۔

(مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر بی۔ اے فاضل گیانی قادیان)

اطلاع و تحریک دعا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ

احباب کی طرف سے میرے ساتھ حادثہ کار کے سلسلہ میں کثرت سے خطوط آرہے ہیں۔ میں ان تمام احباب کا بہت مشکور ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

پیشانی۔ سر اور بائیں ٹانگ اور ہونٹ کے زخم مندمل ہو چکے ہیں۔ زیادہ چلنے پھرنے اور کام کرنے سے کچھ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ بائیں بازو کا پلستر ایکسرے کے بعد اتار دیا گیا ہے ہڈی جڑ گئی ہے لیکن بازو ابھی متورم ہے اور اسے ہلانے سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ حسب ہدایت مالش جاری ہے۔

میری اس تکلیف کے وقت درویش بھائیوں نے جس محبت اور اخوت کا نمونہ دکھایا وہ میرے قلب پر نقش ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس محبت کو اور بڑھائے میں اپنے سب درویش بھائیوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں خوش رکھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے سب افراد نے اور ہندوستان و پاکستان کے احمدی بھائیوں نے بکثرت تار ہا اور خطوط کے ذریعہ میری صحت کے متعلق دریافت فرمایا ہے میں ان سب کا بہت مشکور ہوں۔ اس ضمن میں یادگیر اور کلکتہ کے بعض احباب میرے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ہمیشہ ان کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ بالآخر میں اپنی کامل صحت کیلئے درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے پوری تندہی کے ساتھ خدمات سلسلہ بجا لانے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار
مرزا وسیم احمد قادیان

جماعتی اتحاد اور نظام خلافت کی اطاعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کا ایک پُر معارف خطبہ

ذیل میں حاجی الحرمین حضرت مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک پُر معارف خطبہ کے بعض حصے درج کئے جاتے ہیں جن میں آپؓ نے واضح فرمایا ہے کہ جماعتی اتحاد نظام خلافت کی اطاعت پر موقوف ہے۔ نیز آپؓ نے ان لوگوں کو سرزنش فرمائی ہے جو بیعت کر لینے کے باوجود موسن یا مخالفت نزدہ ہے تھے۔ اور آپؓ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جو بعد از ال موسن یا مخالفت نزدہ ہٹنے پہ نتیجہ میں جماعت سے منقطع کئے گئے۔ چنانچہ آپؓ نے ۱۶ر اکتوبر ۱۹۰۹ء کو عید الفطر کا خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا:-

"کوئی قوم سوائے وحدت کے نہیں بن سکتی۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی انسان سوائے وحدت کے انسان نہیں بن سکتا۔ کوئی محلّہ سوائے وحدت کے محلّہ نہیں بن سکتا۔ اور کوئی گاؤں سوائے وحدت کے گاؤں نہیں بن سکتا۔ اور کوئی ملک

سوائے وحدت

کے ملک نہیں بن سکتا۔ اور کوئی سلطنت سوائے وحدت کے سلطنت نہیں بن سکتی دیکھو میری آنکھ تو کہتی ہے یہ زہر ہے مگر ہاتھ کہے کہ مجھے آنکھ کی پرواہ نہیں اور وہ اُٹھا کر وہ زہر کھا لیتا ہے تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہے۔ اسی طرح گھر کی بات ہے کہ اگر بچہ اپنے مزاج اپنے باپ اپنی ماں کی بات نہیں سنتا تو اس کی تعلیم و تربیت کا ستیا ناس ہو جاتے۔ اسی طرح محلہ، ملک اور سلطنت کا حال ہے اِھدِنا الصِّراط المستقیم کی تفسیر میں میں نے مرزا صاحب سے سنا ہے کہ اِھدِنَا میں نَا اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ سوائے جماعت کے اللہ تعالیٰ سے بعض خاص فضل کوئی انسان نہیں لے سکتا۔

جماعت کی بڑی ضرورت ہے

یہاں تک کہ اگر جماعت نہ ہو تو خدا کے اس فضل کے جاذب نہیں ہو سکتے .....

حضرت صاحبؑ کے زمانہ میں میں نے ۱۳۰۱ کا ذکر چھپوایا تھا کہ ۴۰ آدمیوں کی جماعت ہو کر ہم حضرت صاحبؑ سے بیعت کریں گے۔ اور اس فضل سے حصہ لیں گے جو جماعت سے مختص ہے خدا نے خلوص نیت سے نوازا اور ۴۰ سے کئی لاکھ اس جماعت کو بنا دیا۔ اب ضرورت ہے اس جماعت میں اتفاق، اتحاد اور وحدت کی اور وہ موقوف ہے خلیفہ کی فرمانبرداری پر۔

ایک خلیفہ آدمؑ تھا

اس کی نسبت خدا نے کہا ہے اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خلیفہ۔ اب خود ہی اس بارہ میں ارشاد ہے عَصٰی اٰدَمُ رَبَّہٗ فَغَوٰی۔ لیکن جب فرشتوں نے کہا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ تو ان کو ڈانٹ بتائی کہ تم کون ہو نے ہو ایسا کہنے والے، پس اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ تم آدم کو سجدہ کرو چنانچہ ان کو ایسا کرنا پڑا۔ دیکھو خود تو عاصی اور غوی تک کہہ لیا۔ مگر فرشتوں نے چوں کی تو اس کو ناپسند فرمایا۔ میں نے کسی زمانہ میں تحقیقات کی ہے نبی کے لئے لازم نہیں کہ اس کے لئے پیشگوئی ہو۔ اور خلیفہ کے لئے تو بالکل ہی لازمی نہیں۔ دیکھو آدمؑ اور داؤدؑ کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آئے۔ میں اس قسم کا قصہ گو تو نہیں کہ تمہیں عجیب عجیب قصے ان کے متعلق سناؤں مگر فَاسْتَغْفَرَ رَبَّہٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّاَنَابَ سے یہ تو پایا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ تو تھا جس کے لئے یہ الفاظ آئے

تیسرا خلیفہ

ابوبکرؓ ہے۔ اس کے مقابلے میں شیعہ جو کچھ اعتراض کرتے ہیں وہ اتنے ہیں کہ ۱۳۰۰ برس گذر گئے۔ مگر وہ اعتراض ختم ہونے ہی نہیں آتے۔ ابھی ایک کتاب نئی نئی میں نے منگوائی ہے جس کے ۴۰۰ صفحات میرے پاس پہنچے ہیں۔ اس میں صرف اتنی بات پر بحث ہے کہ مولا علی رضی اللہ عنہ بہتر ہے یا ابوبکرؓ۔ پھر شیعہ کہتے ہیں کہ ان کے متعلق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ پیشگوئی نہیں فرمائی۔

چوتھا خلیفہ تم سب ہو

چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ اگلی قوموں کو ہلاک کر کے تم کو ان کا خلیفہ بنا دیا لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ۔ اب دیکھتے ہیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ چار کا ذکر تو ہو چکا۔ اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ الوصیت میں حضرت صاحبؑ نے نور الدین کا ذکر نہیں کیا تو ہم کہتے ہیں ایسا ہی آدمؑ اور ابوبکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئی میں نہیں۔ حضرت صاحبؑ کی تصنیف میں

معرفت کا ایک نکتہ ہے

وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری طرف اجماع ہو گیا۔ اب جو

اجماع کا خلاف

کرنے والا ہے۔ وہ خدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔

میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے۔ اور ان کی کثرت رائے کے فیصلے کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحبؑ نے اپنی خلافت کے لئے منتخب فرمایا) اپنی تقویٰ کی رائے سے اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا۔ اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا لوگوں کو اس کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا۔ ہرگز نہیں پس

تم کان کھول کر سنو

اگر اب اس معاہدے کے خلاف کرو گے تو اَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ کے مصداق ہو گئے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض ناسمجھ ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔

خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کرتہ کو ہرگز نہیں اُتار سکتا۔ اگر سارا جہان بھی اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔

خدا کے مامور کا وعدہ

ہے اور اس کا مشاہدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اُس کے تجربات قدرت بہت عجیب ہیں۔ اور اس کی نظر بہت وسیع ہے۔ تم معاہدہ کا حق پورا کرو پھر دیکھو کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔ . . . دیکھو تم میرے حق کو بجا لاؤ۔ میں نے کبھی اپنی بڑائی نہیں کی۔ مجھے ضرورتاً کچھ کہنا پڑا ہے۔ اُس کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ مجھے دوبارہ بیعت لینے کی ضرورت نہیں۔ تم اپنے پہلے معاہدے پر قائم رہو ایسا نہ ہو کہ نفاق میں مبتلا ہو جاؤ۔ اگر تم مجھ میں کوئی اعوجاج دیکھو تو اس کی استقامت کی دُعا سے کوشش کرو۔ مگر یہ گمان نہ کرو کہ تم مجھ سے بڑھ کر آیت یا حدیث یا مرزا صاحبؑ کے کسی قول کے معنے سمجھا دو گے۔ اگر میں گندہ ہوں تو یوں دعا کرو کہ خدا مجھے دُنیا سے اُٹھا لے۔ پھر دیکھو کہ دعا کس پر اُلٹی پڑتی ہے۔ توبہ کرو اور دعا کرو اور پھر دعا کرو۔ میں ضروری نو ماہ سے اس دکھ میں مبتلا رہوں۔ اب تم اس بڑھے کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ اس پر رحم کرو۔ اگر میں نے کسی کا مال کھایا تو میں دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اگر میں نے کسی سے طمع کیا ہے تو میں لعنت کر کے کہوں گا کہ ایسا آدمی ضرور بول اُٹھے۔ میں اپنے آپ کو لعنتی سمجھوں گا۔ اگر میں نے تمہارے مالوں میں کچھ لینے کا ارادہ کیا ہو۔

ایک اور غلطی ہے

وہ طاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے۔ کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔ یہ لفظ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے۔ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ۔ اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنائی ہے۔ اسی طرح حضرت صاحبؑ نے بھی شرائط بیعت میں طاعت در معروف لکھا ہے۔

پھر مجھے کہتے ہیں کہ لوگوں سے اختلاط کرتا ہے۔ اس کا جواب تمہارے لئے

جو میرے سب مریدیں یہی کافی ہے کہ

تم میرے آمر نہیں

بلکہ مامور ہو۔ کیا مجھ پر یہ بات بیچے کی پرورش فرض نہیں۔ بے شک وہ مجھے حقیقی طور پر رزق دیتا ہے مگر اس ستّارنے پردہ پوشی کا رنگ بھی رکھا ہے میں اس کی شان کو ضائع نہیں کرنا چاہتا ……

پس

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں

پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر نصیحت کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر کرتا ہوں۔ پھر پھر پھر کرتا ہوں کہ آپس کے تباغض و تحاسد کو دور کر دو۔ یہ مجتہدانہ رنگ چھوڑ دو۔ جو مجھے نصیحت کرنے میں وقت خرچ کرتا ہے وہ دعا میں خرچ کرو۔ اور اللہ سے اس کا فضل چاہو۔ تمہارے وعظوں کا اثر مجھ پر بڑھ کر نہیں ہوگا۔ ادب کو ملحوظ رکھ کر میرا ایک کام کو کرو۔ اور یہ بھی اپنی بڑائی کیلئے نہیں کہتا ہوں۔ بلکہ تمہارے ہی بھلے کیلئے کہتا ہوں۔ جس طرح دکاندار صبح اپنی دکان کو کھولتا ہے۔ اسی طرح میں بھی اپنی دکان کھولتا ہوں اور بیماروں کو دیکھتا ہوں۔ میں تمہارے ابتلاء سے بہت ڈرتا ہوں۔ اس … مجھے کمانے کا زیادہ فکر ہوتا ہے

بم کے گولے اور زلزلہ سے بھی زیادہ خوفناک یہ بات ہے کہ تم میں وحدت نہ ہو……

تم میں جو نقص ہیں ان کی اصلاح کرو۔ جو در تول سے حق کا سلوک کرو (اچھا ہنسی دلیل) [illegible] کے خلاف ہے۔ وہ خصوصیت سے توجہ کریں۔ میں ایسے لوگوں کو اپنی جماعت سے الگ نہیں کرتا کہ شاید وہ سمجھیں، پھر سمجھ جائیں۔ پھر سمجھ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ میں ان کی ٹھوکر کا باعث بنوں۔ میں آخر میں پھر کہتا ہوں کہ آپس میں تباغض و تحاسد چھوڑ دو۔ کوئی امر امن یا خوف کا پیش آجاوے عوام کو نہ سناؤ۔ بلکہ جب کوئی امر ملے ہو جائے تو پھر بے شک اشاعت کرو۔

اب میں تمہیں کہتا ہوں کہ یہ باتیں تمہیں ماننی پڑیں گی۔ طوعاً و کرہاً اور آخر کہنا پڑے گا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ۔ جو کچھ میں کہتا ہوں

تمہارے بھلے کی کہتا ہوں

اللہ تعالیٰ نے تمہیں راہِ ہدایت پر قائم رکھے خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین ؟

(بدر ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(مرسلہ عبد الحمید صاحب آڈیٹر)

مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد جماعت احمدیہ سے

پہلا خطاب عام

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴؍ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد جماعت سے جو پہلا خطاب عام فرمایا وہ نہایت درجہ اہمیت کا حامل ہوتے ہوئے ہمارے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس خطاب کا بار بار مطالعہ کرنا اور اس میں بیان فرمودہ نصائح پر عمل کرنا ہمارے لئے از بس ضروری ہے۔ اس کی بے اندازہ اہمیت اور ہمہ گیر افادیت کے پیشِ نظر اس کے بعض حصے ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جاتے ہیں۔ یہ وہ روح پرور تاریخی خطاب ہے جس سے مستفیض ہو کر سامعین کے قلوب معجزانہ طور پر سکینت سے بھر گئے تھے۔ حضور نے فرمایا:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ سنو دوستو!

میرا یقین اور کامل یقین

ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں میرے پیارو! میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آ سکتا جو آپ کی دی ہوئی شریعت … سے ایک شعشہ بھی منسوخ … میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاء ایسی عظیم الشان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے … ہے۔ یہ میرا ایمان ہے اور میں پورے یقین سے کہتا ہوں۔ پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ

پیاری کتاب ہے

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلام میں کوئی حصہ اب منسوخ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتدار کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا جامع ہوا وہ یہی خلافت حقہ راشدہ کا سلسلہ

ہے۔ خوب غور سے دیکھو اور تاریخ اسلام میں پڑھو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی جب وہ خلافت محض حکومت کے رنگ میں تبدیل ہو گئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہل اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔

تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی

منہاج نبوت پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے موافق بھیجا … کی وفات کے بعد پھر وہی سلسلہ خلافت راشدہ کا چلا۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین صاحب (ان کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو، اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں ان پر نازل کرے جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت ان کے دل میں بھری ہوئی اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری تھی۔ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ انہیں پاک، وجودوں اور پیاروں کے قرب میں آپ کو اکٹھا کرے) اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے۔ اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اسلام مادی اور روحانی طور پر ترقی کرتا رہے گا……

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ

میرے دل میں ایک خوف ہے،

اور میں اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے اس وقت مجھے غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں کر نہ سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دنیا کی ہدایت کر سکوں گا اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری امیدیں بے انتہاء ہیں تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سنو! اس ذمہ داری سے عہدہ بر آ ہونے کے لئے میری مدد کرو اور وہ یہی ہے کہ

خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو

اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔ میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا تم سے غلطیاں ہوں گی تو میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگذر کروں گا۔ میرا اور تمہارا متحد کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے پس جب تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا … اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا رہوں گا۔ تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی۔

…… ہاں میں پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ امر بالمعروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کرو گے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہمارا دستگیر رہے گا۔ اور ہماری متحدہ دعائیں کامیاب ہوں گی ……

جس کام کو مسیح موعودؑ نے جاری کیا تھا۔ اپنے موقع پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے پس

دعائیں کرو اور تعلقات بڑھاؤ

اور قادیان آنے کی کوشش کرو۔ اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا اور بار بار سنا ہے کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے مل کر کوشش کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں، پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے۔ اس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں میں نے سلسلہ کے افراد کے لئے دعا کی ہو مگر اب آگے سے بھی زیادہ یاد رکھوں گا مجھے کبھی پہلے بھی دعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دعا نہ کی ہو۔ پھر سنو کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں ہماری دعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں۔ آمین۔ (الفضل ۳ مارچ ۱۹۱۴ء)

جنوبی ہند میں احمدیت کا ایک اور درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل وکیل یادگیری کی وفات

از مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ایس۔سی۔ایل۔ایل بی حیدرآباد

جنوبی ہند کا ایک درخشندہ ستارہ اور ایک متبحر عالم ۱۹ر مئی ۱۹۷۶ء کی رات کو ۱۱ بجے اس دنیا سے اُٹھ گیا۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل یادگیری سے کون واقف نہیں۔ خاندان نبوت کے افراد ہوں کہ جید علمائے کرام و بزرگان سلسلہ، قادیان کے فارغ التحصیل ہوں کہ مبلغین مجاہدین و واقفین زندگی حتیٰ کہ ایسے احباب بھی جنہیں ان سے ملاقات کا موقع نہ مل سکا ہوگا۔ ان کے مضامین اخبار بدر میں پڑھ کر غائبانہ ان سے واقف ہوئے ہونگے۔ ہر ایک سے میل ملاپ، راہ و رسم، خط و کتابت تبلیغی گفتگو بوسوث کے محبوب مشغلے تھے ان کی زندگی خدمات سلسلہ اور جماعتوں کے استحکام و ترقی کی مساعی کے لئے وقف تھی۔ فکر معیشت شان بے نیازی کی نذر ہو چکی تھی۔ علم ایسا مستحضر کہ جب لکھنے بیٹھتے تو قلم برداشتہ لکھتے چلے جاتے اور نوک قلم دم لینے کو ترستی۔ تقریر کے لئے کھڑے ہوتے تو گھنٹوں بولتے۔ اور انداز دلنشیں اور آواز مؤثر کے باعث مجمع کو مبہوت بنا دیتے۔

میرے وہ تقریباً چالیس سال کے ساتھی تھے۔ اس وقت سے جبکہ ہم دونوں دوستی کے حقیقی معنے سے بھی واقف نہ تھے۔ میرے والد مرحوم جنہوں نے تاریخ پیدائش سے مجھے وقف کیا تھا میری کم عمری میں تعلیم کے لئے قادیان شریف چھوڑ آنے کی غرض سے لے گئے اور جب وہ بس جس میں آپ حیدرآباد واپس ہو رہے تھے۔ قادیان کے بس کے اڈے سے بٹالہ کی طرف چل پڑی تو مجھے خوب یاد ہے کہ مجھ پر یہ جدائی ایسی شاق گذری تھی کہ میں روتا ہوا زمین پر گر پڑا اور کم سمجھ بچے کی طرح لوٹنے لگا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ قادیان میں ابھی ریل کا نام و نشان نہ تھا اور لوگ تانگے اور بسوں کے ذریعہ بٹالے اور قادیان کے درمیان سفر طے کیا کرتے تھے۔ میرے اس دوست نے جس سے میں قادیان جانے سے کچھ عرصہ قبل اس مقدس و مبارک بستی میں روشناس ہوا تھا۔ وہاں کی برکتوں کی بدولت دوستی کو ایسا نبھایا کہ ہر کس و ناکس کے سامنے فخریہ کہا کرتا کہ ہاں ہم تینوں حقیقی دوست ہیں۔ اور تادم زیست ہماری دوستی اور تعلقات میں کوئی فرق نہیں آنے پائے گا۔ تین کا جب ذکر آ گیا تو واضح کردوں کہ یہ تیسرے ساتھی سیٹھ محمد معین الدین صاحب جنت کشہ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ بس کے اڈے پر دلاسا دینے والے اس دوست نے کچھ دیر رونے میں میرا ساتھ دیا۔ اس لئے کہ دونوں ہی وطن سے دور تھے۔ پھر مجھے آنسو پونچھنے سمجھا منا کر زمین پر سے اُٹھایا۔ ساتھ لے کر احمدیہ بورڈنگ پہنچا۔ اور وہاں سے ساتھ پکڑے بہشتی مقبرہ کے کنوئیں پر لے گیا جہاں پانی نکالا جا رہا تھا اور اس مسلسل آنسو بہانے والے کو ایک پیپل کے نیچے بٹھا کر ایسی محبت سے نہلایا کہ اس دن سے میں نے اس کو اپنا حقیقی ہمدرد سمجھا اور تادم مرگ اس نے ہر حال میں حقیقی ہمدردی کی بھی کی اور ایسا دوست بنا رہا جس کی نظیر مشکل ہی سے مل سکے گی۔

بعض دفعہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے طعن و طنز بھی ان کو اس سلسلے میں مختلف مواقع پر سننے پڑے جس کو وہ بخوشی برداشت کرتا رہا۔

سیٹھ شیخ حسن صاحب نے جو جماعت احمدیہ یادگیر و نیز دکن کی دیگر مختلف جماعتوں کے بانی مبانی ہیں اور جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ میں سے تھے اس دینی جذبہ کے ماتحت کہ زیادہ دینی مبلغ تیار کئے جائیں، یہاں سے کئی لڑکوں کو دینی تعلیم کے حصول کی غرض سے ہزار ہا روپیہ کا صرفہ برداشت کر کے قادیان روانہ کیا تھا ان میں سے اکثر نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر یہ سلسلہ ترک کر دیا اور ہمت و استقلال کے ساتھ تعلیم جاری رکھ کر فارغ التحصیل ہوتے اور مولوی فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والوں میں سے مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل ہی کی وہ واحد شخصیت ہے جس نے سیٹھ صاحب مرحوم کے مقصد کی تکمیل کو اپنا مقصد زندگی قرار دیا۔ دوسروں نے مختلف محکموں میں ملازمتیں اختیار کرلیں اور اپنے علم سے دوسروں کو کما حقہٗ فیضیاب کرنے کی جانب توجہ نہ دی نہ تو تقریر کا ملکہ پیدا کیا اور نہ تحریری طور پر کوئی خدمت سلسلہ انجام دی بلکہ دنیا کمانے کی طرف لگ گئے لیکن اس بندۂ خدا کو دنیا کی حرص و آز اپنے شکنجہ میں دبو چنے سے قاصر رہی اور ہر لحظہ ہر آن خدمت دین و سلسلہ کی دھن لگی رہی۔ اسی مقصد کو بڑھاوا دینے کی غرض سے آزاد پیشہ اختیار کرنے کی سُوجھی چنانچہ وکالت کا امتحان پاس کیا اور دوروں پر تبلیغ و وکالت کرنے لگے۔ پولیس ایکشن اور اس کے اثرات کے بعد کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ صحت دھیرے دھیرے خراب ہونے لگی۔ تقسیم ہند کے بعد ہر سال جلسہ سالانہ میں شرکت کو لازم کر لیا تھا اور جلسہ سالانہ کے موقع پر تقاریر کی سعادت بھی نصیب ہوتی رہی۔ لیکن جب صحت زیادہ گر گئی اور کوئی لمبا سفر اختیار کرنے کی ہمت نے جواب دیدیا تو گذشتہ چند سال سے سالانہ جلسوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہے۔ لیکن اس محرومی کا بڑا دکھ ہوا لیتے۔ اکثر یوں ایسا محسوس ہوتا کہ وہ جسمانی لحاظ سے تو قادیان نہیں پہنچے ہیں لیکن روح و جان جلسوں کے دنوں میں قادیان پہنچی ہوئی ہے۔

سیٹھ صاحبؒ خود تو کم تعلیم یافتہ تھے لیکن خداداد و روحانی علم اس پایہ کا ودیعت ہوا تھا کہ ایک عالم بھی موصوف کی صحبت میں کوئی نہ کوئی روحانی نکتہ پالیتا۔ موصوف نے محسوس کیا کہ ہزار ہا روپیہ کے صرفہ کے باوجود طلباء ان کے مقصد کی تکمیل کرتے دکھائی نہیں دیتے لیکن انکی دوررس نگاہ نے بھانپ لیا کہ ان فارغ التحصیل طلباء میں سے ایک ایسا انمول ہیرا نکل آئے گا جو ان کے لئے تسکین قلب کا باعث ہوگا اور سعی مشکور ثابت کرنے گا۔ چنانچہ بالحاظ اس کے کہ مولوی صاحب ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور سیٹھ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے کثیر مال و منال سے نوازا تھا۔ اپنی دختر نیک اختر امتہ الحی صاحبہ کا بیاہ اس ہیرے سے کر دیا۔ اس طرح مالی قربانی کے ساتھ ساتھ نفس کی قربانی بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دی۔ اس صالح نوجوان نے اس رشتہ کو خوب نبھایا اور محترم سیٹھ صاحب کے منشاء واحد کو ہمیشہ پیش نظر رکھا کہ دین کی خدمت میں زندگی گذار دے۔ جب سیٹھ صاحب حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو اسی داماد کو ساتھ لیتے گئے۔ حج و عبادت سے فارغ ہو کر مولائے حقیقی سے جا ملے۔ تو اسی داماد کے ہاتھوں جنت البقیع میں پہنچائے گئے۔

مولوی صاحب کو دینی کتب سے عشق تھا۔ ان کا سرمایہ دولت نہیں صرف اور صرف کتابیں ہی ہیں۔ کتب جمع کرنے اور سلیقہ سے رکھنے کے دلدادہ تھے۔ فرصت نکال کر تصنیف و تالیف میں منہمک ہو جاتے۔ یادگیر کی احمدیہ لائبریری ان ہی کی یادگار ہے جنت کنٹہ میں بھی لائبریری کے قیام پر ہمیشہ زور دیتے رہے اور جب بھی وہاں جانے کا موقع ملتا کتابوں کی ترتیب، حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے سیٹ کی تیاری وغیرہ میں وقت صرف کرتے۔ اخبارات الفضل و بدر کو احتیاط سے رکھتے اور جلدیں بنواتے مختصر یہ کہ دینی کتب و لٹریچر ہی ان کا اوڑھنا بچھونا اور وہی ان کے تفریح طبع کا سامان بھی۔

ہر شخص سے ہمدردی و خیر خواہی اور اپنا نقصان کر کے بھی کسی کو فائدہ پہنچانے اور ہر طرح کی مدد دینے میں انہیں دلی مسرت ہوتی تھی۔ اپنا تو اپنا اپنے عزیز و اقارب حتیٰ کہ اہلیہ محترمہ کی جائداد کو بھی لوگوں کی حاجت براری میں صرف کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ ہر کسی کے درد میں خود بھی شریک اور مشکلات کے ازالہ کی کوشش و افراد جماعت کے اتحاد کے لئے ہمہ تنی مساعی کے ساتھ جماعت کے استحکام کے لئے کوئی خدمات یا ایثار و قربانی درکار ہو تو ان کا پیش کش، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ کہ "سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو" کا ایسا عملی نمونہ کہ ہر معیار اور پیمانہ پر پورا اُترے مختصر یہ کہ ساری خوبیاں اس ایک شخصیت میں جمع ہو گئی تھیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ مجھے آج تک ان کے کسی مخالف کا علم نہ ہو سکا اور نہ احمدیوں میں نہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں میں سب ہی ان کی تعریف کرتے دیکھے گئے۔

سال ہا سال سے جماعت احمدیہ یادگیر کے سیکرٹری مال کی خدمت پر کار گذار رہتا۔ مرکز کی ہر مالی تحریک محترم احباب تک پہنچانے اور انہیں نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا موقع فراہم کرنے میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور ان کی گوناگوں خوبیوں کے پیش نظر لوگ ان کی بات کو رد کرنے میں پس و پیش نہ کرتے اور بخوشی ان کی تحریک پر لبیک کہنے پر آمادہ ہو جاتے چنانچہ مرکز نے ان کی ان خدمات کے پیش نظر آنریری انسپکٹر بیت المال مقرر کیا تھا۔ اسی طرح تبلیغی سرگرمیوں کی قدردانی کے طور پر مرکز کی جانب سے آنریری مبلغ اور تشخیصی وفد کے رکن کی حیثیت سے نامزد کیا جاتا رہا۔ موصوف دکن کی جماعتوں کے لئے ایک عرصہ سے بحیثیت قاضی سلسلہ کارگذار رہے اور نمایاں خدمات سرانجام دیں۔

عابد و زاہد متقی و پرہیزگار ہونے کے

مسلاۃ و نماز دل اور دعاؤں میں خشوع و خضوع اور آواز میں رقت ہوتی جو دلوں کو ہلا دیتی تھی۔ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آتیں۔ اور دوسروں کی آنکھوں کو پُرنم کر دیتیں۔ بڑے ہی حلیم الطبع واقع ہوئے تھے۔ میں نے کبھی ان کو غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ دل کے ایسے غنی کہ جیب میں جو کچھ بھی ہوتی پر خرچ کرنے میں کبھی تامل نہیں کرتے تھے۔ اور کبھی زبان پر نہیں لاتے تھے کہ کس کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ عمدہ کھانے کھلانے اور اچھے سے اچھا کھلانے کے بڑے شائق تھے۔ لیکن علالت کے بعد ڈاکٹروں کی عاید کردہ پابندیوں اور خدشوں کی وجہ سے مجبور ہو کر رہ گئے تھے۔ کبھی کبھار تھوڑی بہت خلاف ورزی گھر کے باہر کر جاتے۔ سیٹھ عبدالحی صاحب مرحوم تا حین حیات اپنے سامنے سر موانحراف کی نوبت نہ آنے دیتے تھے۔ اور ہر دو ایک دوسرے کا بہت لحاظ کیا کرتے تھے۔

کئی سال حیدر آباد کی زیر علاج رہے۔ پہلے پیشاب میں شکر آنے لگی۔ پھر العوض کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ اجد میں بلڈ پریشر کے مرض میں مبتلا رہے حتیٰ کہ ایک مرتبہ دل پر حملہ ہو گیا۔ کئی دن زیر علاج رہے اور حسابِ معائنہ کا سلسلہ چلتا چلا گیا۔ یادگیر جانے کے لئے بہت بے چین رہے۔ بارہا ڈاکٹروں سے مشورہ کیا۔ بالآخر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی مطالبہ تشریف آوری یعنی گذشتہ جلسہ سالانہ یادگیر منعقدہ ۲۴ و ۲۵ر مارچ کے موقعہ پر ہمت کر کے یادگیر چلے گئے۔ وہاں بہت ہی بشاش بشاش پھرتے رہے۔ تمام غیر احمدی اور غیر مسلم دوستوں سے ملاقاتیں کیں۔ اسی طرح گلبرگہ گئے اور اپنے پرانے دوست احباب سے مل آئے۔ طبیعت بگڑتی محسوس ہوئی تو بغرض علاج پھر حیدر آباد چلے آئے اور اس دفعہ صحت کافی گر چکی تھی۔ ڈاکٹروں نے گھر سے باہر نکلنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ لیکن حضرت میاں صاحب کی واپسی کے موقعہ پر اس محبت اور وابستگی کے باعث ہوا فسردہ خاندانِ نبوت سے عقیدت والہانہ رنگ میں تھی سے کاچی گوڑہ اسٹیشن پر خدا حافظ کہنے کے لئے پہنچ گئے۔ یہ ۲۷ر اپریل کی بات ہے۔

۲۹ر اپریل رات کو اچانک طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ بلڈ پریشر ۲۵۰ ڈگری تک پہنچ گیا۔ اور تنفس تیز ہو گیا حالت خطرناک منزل پر پہنچ گئی تھی۔ خدا کے فضل کے ماتحت ڈاکٹروں نے فوراً حالت کو قابو میں کر لیا اور تشویشناک صورت ٹل گئی۔ صرف پلنگ پر لیٹے رہنے کی ڈاکٹر نے ہدایت کی۔ اٹھنے بیٹھنے سے بھی منع کیا گیا۔ علاج ہوتا رہا اور مشہور اور بلند پایہ ڈاکٹروں کے زیر علاج رہے۔ دھیرے دھیرے بھی۔ چلنے پھرنے یعنی پیشاب پاخانے جانے کی اجازت مل گئی۔ اس دوران میں اپنے بارے میں کچھ زیادہ بے اطمینانی سی پیدا ہو گئی تھی اور ہر دم دوسری دنیا ہی کی دھن رہنے لگی۔ اپنے بڑے لڑکے ادریس سے فرمایا کہ دیکھو میں نے تمہارے لئے جو جائیداد جمع کی ہے۔ وہ روحانی خزانہ ہے جو میری ان کتابوں میں بھرا ہوا ہے۔ جو مجھے بہت عزیز تھیں ان سے استفادہ کرنا اور انہیں کبھی فروخت نہ کرنا۔ الفضل و بدر کی جلدیں میری عرق ریزی اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہیں۔ یہ انمول خزانہ ہے جو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ کوشش کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مسجد تعمیر کرو۔

۱۹ر مئی کو تقریباً ۱۱ بجے صبح سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ان سے ملنے گئے۔ ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں آدھ گھنٹہ کے بعد واپسی کا ارادہ ظاہر کیا تو کہا اور بیٹھو اسی طرح تقریباً بارہ بجے تک جماعت احمدیہ یادگیر وغیرہ کے بارے میں مختلف باتیں ہوئیں۔ اور کہا کہ زندگی کا کیا بھروسہ ہے۔ جب حیدر آباد سے باہر ہوتے ہو تو خطوط لکھتے رہو۔ اس دن بعض خطوط بھی لکھتے رہے۔ روزمرہ کی طرح دن گذر گیا شام کا کھانا کھایا۔ رات کے سوا دس بجے جگر محسوس کرنے کی شکایت محسوس کرنے پر انہوں نے ڈاکٹر کو طلب کرنے کو کہا۔ ہمسائیگی میں رہنے والی لیڈی ڈاکٹر گبریل صاحبہ کو جن کو مولوی صاحب کی طویل علالت کے باعث کافی خلوص ہو گیا تھا فوری طلب کر لیا گیا۔ اس نے کہا گھبرانے کی کوئی خاص بات نہیں پھر بھی کورامن کا ایک انجکشن دیا۔ اسی دوران میں دو مشہور و معروف ڈاکٹر سید عبدالمنان صاحب و حیدر خان صاحب جو کہ وہ عرصہ سے زیر علاج رہے ہیں۔ طلب کرنے کے لئے آدمی دوڑائے گئے۔ منان صاحب گھر پر نہ تھے۔ حیدر خان صاحب کے ہاں وہ آدمی پہنچا ہی تھا کہ ادھر مولوی صاحب نے ڈاکٹر گبریل سے کہا کہ جس طرف بھی سر موڑتا ہوں چکر معلوم ہوتا ہے چنانچہ داہنی طرف سر موڑتے ہوئے کہا کہ دیکھئے ادھر بھی چکر آتا ہے۔ یہ کہہ کر اس [illegible] دنیا سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بہت سی خوبیاں تھیں اس مرنے والے میں

اللہ تعالیٰ ان کے تقویٰ و طہارت اور خدمات بسند کو قبول فرمائے۔ اور انہیں جنت الفردوس میں اعلےٰ علیین میں مقام عطا فرمائے اعمال کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ۳ لڑکے اور تین لڑکیاں اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں جن میں سے صرف بڑے لڑکے ادریس سلمہ اور بڑی لڑکی عائشہ سلمہا کی شادی ہوئی ہے۔ مو صاحب اپنے پسماندگان کی فلاح و بہبود کے لئے دعا فرمائیں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ان کی آرزوؤں کو پورا کر دینا لا اپاسے۔ آمین۔

خاکسار محمد عبداللہ۔ نیروبی ایل ایل بی

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری کی وفات کا المیہ

۲۰ر مئی کی رات کو جنوبی ہند کے ایک نامور فرزند جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب یادگیری فوت ہو گئے۔ ایک ہمدرد، غمگسار اور مخلص دوست کی جدائی کا صدمہ۔ خدا ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

آج مجھ کو ان کی بہت سی دلپسند باتیں یاد آرہی ہیں۔ آخری ملاقات یادگیر میں ہوئی تھی۔ یہ پچھلے سال ماہ مارچ کی بات ہے۔ ان کی صحت و تندرستی دیکھ کر جماعت احمدیہ یادگیر نے بڑی خوشی منائی تھی۔

لیکن ان کی وہ آخری تقریر جو محبت اور عقیدت کے جذبات میں ڈھلی ہوئی تھی۔ اکثر یاد آتی ہے۔ نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ یادگیر میں تھوڑی دیر کے لئے احباب کو مخاطب کیا۔ اس مجلس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے صاحبزادہ حضرت میاں وسیم احمد صاحب بھی موجود تھے۔

دوستو! ایک زمانہ تھا کہ ہم لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے فرد کی زیارت کو قادیان جایا کرتے تھے۔ یہ شوق اور تڑپ لے کر ہم ہزاروں میل کا سفر کرتے تھے۔ مگر آج تم کتنے خوش قسمت ہو۔ خدا نے تم کو اپنی نعمت سے کیا حصہ وافر عطا کیا ہے کہ تم یادگیر میں بیٹھ کر اس مقدس وجود کی زیارت کر رہے ہو۔ جو اس وقت ہندوستان میں اس مبارک خاندان کی ایک ہی نشانی ہے۔ تم لوگ اس گوہر گراں بہا کی قدر کرو۔ ان کی عظمت پہچانو۔ اور جو امانت خدا نے تمہارے سپرد کی ہے۔ اس کی دل و جان سے حفاظت کرو۔

یہ تھی مختصر سی تقریر۔ اخلاص و محبت کی آئینہ دار، عشق و وفا کی زندگی بخش آواز۔ ہم احمدیوں کی یہی راہ و رسم ہے۔ اغیار طعنہ دیں۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ہمارے لئے احساسات کی یہی نزاکت حیات آخریں ہے۔

اس مرحوم نے تو یہ پیغام دیتے ہوئے صرف جماعت احمدیہ یادگیر کو مخاطب کیا تھا مگر کیا عقیدت و محبت کا یہ پیغام کسی ایک ہی جماعت کے لئے ہے۔ نہیں بلکہ آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس نادر، مقدس اور محبت انگیز وجود کی ویسی ہی قدر کرے جس کا وہ مستحق ہے میں اس تحریر کے ذریعہ مرحوم دوست کا پیغام ہندوستان کی ساری جماعتوں تک پہنچاتا ہوں۔ مبارک ہے وہ انسان جو اپنے دل میں محبت کی یہ خلش محسوس کرتا ہے اور صاحبزادہ حضرت میاں وسیم احمد صاحب جو اس وقت ہندوستان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اور اس مقدس خاندان کے ایک قابل قدر وجود ہیں۔ ان کی یاد۔ ذکر اور قدردانی میں فرحت و شادمانی محسوس کرتا ہے۔ آپ کی اعصابی تکلیف اور پھر کار کا حادثہ ہمیں اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ اپنے اس حبیب کو ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

اعلانات نکاح

۱۔ میری بھتیجی عزیزی امۃ الرشید کا نکاح مورخہ ۲۵ر ۵ ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت امیر صاحب مقامی قادیان نے سید جمیل احمد پسر مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری حال کراچی کے ساتھ مبلغ تین (۳۰۰۰/-) ہزار روپے حق مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار بشیر احمد ٹھیکیدار درویش قادیان

۲۔ میری بیٹی عزیزی خورشیدہ بیگم کا نکاح عزیز مرزا بشارت احمد صاحب ولد برادرم مکرم مرزا انوار احمد صاحب کے ساتھ مبلغ پانچ سو روپیہ حق مہر پر محترم حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۸ر مئی ۱۹۶۵ء بعد نماز عصر مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد درویش

قادیان

برصغیر ہندو پاک میں تھوما حواری کی آمد

اور کلیساؤں کا قیام

از مکرم مولوی کلیم اللہ صاحب۔ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

-(۱)-

کیرالا کا صوبائی جلسہ

۲۴ر اپریل ۱۹۶۵ء کی بات ہے کہ میں جماعت ہائے احمدیہ کیرالا کے صوبائی جلسہ کا افتتاح کرنے بمبئی سے "کالیکٹ" گیا۔ کالیکٹ جنوبی ہند کا ایک تاریخی شہر ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں پہلے بھی غیر ملکی تاجروں کے بڑے بڑے جہاز یہاں لنگر انداز ہوتے تھے بسنگ میں جب "طیطس رومی" نے یروشلم کو تاخت و تاراج کیا تو یہودیوں کے قبیلے بھاگ بھاگ کر یہیں پناہ گزین ہوئے۔ پھر جب پندرھویں صدی عیسوی میں پرتگیزی جہاز بحری مہم سر کرنے نکلے تو "واسکوڈی گاما" سب سے پہلے بحرِ ہند کے اسی ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس تاریخی شہر سے ۴۵ میل دور قصبہ "نیلمبور" میں یہ صوبائی جلسہ ہو رہا تھا۔ میں جب اس کا افتتاح کرنے کھڑا ہوا تو پیچھے یعدد گر یہ سارے مناظر میری آنکھوں کے سامنے آگئے۔ یہاں سے چند ہی میل دور وہ مقام تھا جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقدس حواری "تھوما" نے سب سے پہلے اس علاقے میں ذکر الٰہی کے لئے عبادت خانے بنائے تھے۔ میں نے دیکھا کہ یہودی پناہ گزینوں کے جہاز بحرِ ہند کے ساحلوں پر لنگر انداز ہو رہے ہیں تھوما حواری خود ان دنوں پارتھی بادشاہ "گنڈوفارس" کے دوباری تھے۔ منزل پہ منزل مارتے ہوئے جنوبی ہند کی طرف بڑھے آرہے ہیں۔ وہ اپنے استاد یسوع مسیح کی ہدایت پر ان یہودیوں کو دوبارہ وہی آسمانی پیغام سنانا چاہتے ہیں۔ جس کا وہ یروشلم میں بڑی شدت سے انتظار کر چکے تھے۔ ماضی کے اور بہت سے اہم اہم واقعات جن سے دنیا کی تاریخ متاثر ہوئی ہے میرے تصور کی آنکھوں کے سامنے آگئے۔ میں نے ان میں سے چند باتوں کا اپنی افتتاحی تقریر میں بھی ذکر کیا اور ساتھ ہی یہ بھی سوچتا گیا کہ آخر دنیا کے مورخوں نے ان واقعات سے بے اعتنائی کیوں برتی ہے۔ تہذیب و ثقافت کی تاریخ ان واقعات کے ساتھ انصاف کیوں نہ کر سکی؟ آخر بہت غور و فکر کے بعد مجھ پر یہ عقدہ کھلا کہ مورخوں کے اسلوب وقائع نگاری اور طرز فکر پر زیادہ اعتماد کرنا دانائی کے خلاف ہے عموماً مورخوں نے تاریخی واقعات کی ترتیب و تنقیح میں جانبداری سے کام لیا ہے۔ وہ انہیں واقعات کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن سے ان کے مذہبی عقیدہ۔ سیاسی موقف یا قومی روایات کی تائید ہوتی ہو۔

ہندو پاک کا اسلامی عہد

برصغیر ہندو پاک کا اسلامی عہد ہندو مسلم اتحاد و یکجہتی کا سنہرا دور تھا مگر جب انگریز یہاں آئے۔ تو انہوں نے انگریزی راج کی بقا کے لئے ہندو مسلم منافرت کو ہوا دینے کی ضرورت محسوس کی۔ اور پھر ایسی ایسی کتابیں لکھی گئیں جن میں بات بات پر ہندو مسلم کشیدگی دکھائی گئی۔ "ایسٹ انڈیا کمپنی کے دو اعلیٰ عہدہ دار "الیٹ" اور "ٹاڈ" کی تصانیف اس پر شاہد ہیں۔

ہندو مورخ

پھر ہندو مورخوں نے جب "اسلامی عہد" پر کتابیں لکھیں تو انہوں نے بھی ایک خاص زاویہ نگاہ سے کام لیا۔ ان میں وہ واقعات زیادہ نمایاں کئے گئے جن سے مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے جذبات مشتعل ہوں۔ جیسے مندروں کے ڈھائے جانے کے واقعات۔ حالانکہ قومی یا سیاسی کشمکش میں جس طرح مندروں کو نقصان پہنچا ہے۔ اسی طرح مسجدوں کو بھی۔ "مجدد سرہندی" نے تو عہد جہانگیری میں یہ لکھا تھا کہ جا بجا دشمنانِ اسلام کا زور اتنا بڑھ گیا ہے۔ اور شعائرِ اسلام کی اس طرح توہین ہو رہی ہے کہ اب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہونا چاہیئے پھر کون نہیں جانتا کہ شاہانِ بیجاپور اور احمد نگر "وجیا نگر" کے تصادم میں مندر اور مسجد دونوں کو نقصان پہنچا لیکن عام طور پر کتب تواریخ میں صرف انہدام منادر کے واقعات کا اندراج ملتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان مورخوں نے واقعات کے انتخاب میں غیر جانبداری سے بہت کم کام لیا ہے۔ وہ تصویر کا صرف ایک رُخ دکھاتے ہیں۔

عیسائیوں کی نکتہ چینی

پھر اسلام کے نو مفتوح پر عیسائیوں کی تصانیف دیکھئے تو ان میں زیادہ تر زور بیان اسلام کے خلاف جبر و اکراہ شمشیر زنی۔ غلامی اور تعدد ازدواج کے خلاف نظر آئے گا۔ یہ ظالمانہ۔ سفاکانہ اور بہیمانہ احکام ہیں۔ اور اسلام انہیں احکام کے مجموعہ کا نام ہے۔ خصوصاً مورخین کا وہ طبقہ جن کا چرچ سے تعلق تھا۔ اسلام کے ساتھ بے انصافی کرنے میں بہت تجاوز کر گیا۔ اس نے اسلام کو جو ایک ترقی یافتہ ضابطہ حیات ہے۔ ایک رقیبانہ نظر سے دیکھا۔ اور جب خامہ فرسائی کی تو واقعات کی تحقیق و تنقیح میں عدل سے کام لینے کی بجائے حرف گیری و نکتہ چینی پر مشغول ہو گیا۔

تاریخِ مسیحیت

اسی طرح یہی عیسائی صاحب اپنے مذہب کی تاریخ مرتب کرتے ہیں۔ تو اس وقت ان کا ایک خاص نقطۂ نظر ہوتا ہے۔ وہ چن چن کر ایسے واقعات جمع کرتے ہیں۔ جن سے ثابت ہو کہ مسیح بڑے محبت والے اور ہمدرد خلائق ہو گزرے ہیں۔ جناب مسیح نے یہ تعلیم دی کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش کر دو۔ (متی ۵/۳۹) ہر جگہ بیان کریں گے۔ مگر مسیح نے یہ جو کہا کہ

یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے
آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں۔ بلکہ
تلوار چلوانے آیا ہوں۔ (متی ۱۰/۳۴)

اس کا جناب مسیح کی سیرت میں کہیں ذکر نہیں آئے گا وہ یہ تو کہیں گے کہ مسیح کے حواری بڑے مظلوم حلیم اور صابر تھے۔ مگر یہ کبھی نہیں کہیں گے کہ وہ گریبانوں میں تلواریں بھی چھپائے پھرتے تھے۔ اور اگر کوئی دشمن ملتا تو اس پر حملہ بھی کر دیتے۔ اور کم سے کم وہ شمشیر زنی میں اتنے ماہر ضرور تھے کہ ایک ہی وار میں مقابل کا کان اڑا دیں واقعی گردن اڑا دینی تو عام بات ہے ہر شمشیر زن یہ کام کرتا ہے۔ مگر تلوار اس طرح چلائی جائے کہ کان کٹ جائے اور گردن پر خراش بھی نہ آئے شمشیر زنی کا کمال اسی کو کہتے ہیں۔ اور یہ کمال حواریوں کو حاصل تھا۔ دیکھئے نئے عہد نامہ میں پطرس کی شمشیر زنی۔

غرض ابھی تک تاریخ کا کام یکطرفہ طور پر ہوتا آیا ہے ہر مورخ نے وہی واقعات جمع کرنے کی کوشش کی ہے جن سے ان کے قومی سیاسی یا مذہبی موقف کی تائید ہوتی ہو۔ اس طرح یہ کہیں تو بے جا نہ ہو گا کہ ابھی علم تاریخ نا تمام ہے

عیسائی مورخ

مورخوں کے ان کارناموں پر نظر ڈالنے کے بعد جب ہم جناب یسوع مسیح کے سوانح حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات روشن ہو جاتی ہے۔ کہ آپ کے سوانح نگاروں نے بھی آپ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ آپ کے واقعات زندگی قلم بند کرتے وقت اپنے عقیدے اور روایات کو مقدم رکھا۔ جس سے ان کے مقصد کو تقویت ملتی تھی۔ وہ واقعات تو درج کر لئے۔ لیکن جو واقعات ان کے خود ساختہ عقیدہ و روایات کے خلاف تھے۔ انہیں ترک کر دیا۔

یسوع مسیح کے حالات

جناب مسیح جن کے اخلاق و تعلیمات نے لوگوں کے ذہنوں پر اتنا دیرپا اثر چھوڑا ان کی زندگی محض ۳۳ سال کی بتائی جاتی ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ بندرہ سے تیس سال تک کے حالات زندگی نامعلوم۔ اناجیل اربعہ سے جب اس کے متعلق سوال ہوتا ہے تو وہ چپ سادھ لیتی ہے معلوم نہیں ان دنوں وہ ہندوستان میں تھے۔ یا "المسیح زندہ" کی خانقاہوں میں۔ ان کی معلوم زندگی صرف تین مہینوں کی بتائی جاتی ہے بس مسیحی حضرات جب ان کے واقعات زندگی قلم بند کرتے ہیں تو ان کے سامنے یہی نظریہ ہوتا ہے۔ اس لئے "نیا عہد نامہ" میں حیران کرنے والے عہد نامے کی اندرونی شہادتیں دکھائی جاتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ دیکھئے جناب مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ وہ تو زندہ اتار لئے گئے۔ وہ صرف تین گھنٹے صلیب پر رہے۔ اس اثناء میں بھی ان کو ایک مرتبہ قوت بخش سرکہ چوسایا گیا۔ پھر صلیب سے اتارے جانے کے بعد ان کے جسم کی ہڈیاں بھی نہیں توڑی گئیں۔ اس صلیب زدہ جسم کو "یوسف آرمتیہ" نے ایک ہوا دار کمرہ میں رکھا۔ پھر یہی مسیح تیسرے دن اپنے حواریوں کے سامنے نمودار ہوئے۔ دسترخوان پر بیٹھے اور سب کے ساتھ مل جل کر شہد اور مچھلیاں کھائیں۔ دوبارہ یہودیوں نے ان کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے دیکھئے اناجیل اربعہ کے آخری ابواب۔ ان میں یہ سب باتیں مذکور ہیں۔

یہ باتیں ایسی ہیں کہ اگر انہیں کی روشنی میں جناب مسیح کی سوانح حیات مرتب کرنا چاہیں تو آسانی سے ایک ایسے آدمی کی سیرت مرتب ہو سکتی ہے۔ جو ایک مخفی تدبیر کے ماتحت دشمنوں کے خونیں عزائم سے بچایا گیا۔ وہ ترک وطن پر مجبور

بیٹھا۔ مگر باقی زندگی بہت عزت، وجاہت اور کامیابی کی گزاری۔

لیکن عیسائیوں کا عقیدہ اس سے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ واقعہ صلیب کے بعد جناب مسیح آسمان پر اُٹھا لئے گئے۔ عیسائیوں کا یہی وہ نقطۂ نظر ہے جس نے جناب مسیح کی ایک ادھوری اور نامکمل سی زندگی دنیا کے سامنے پیش کی۔ یہ نظریہ ایسا ہے جس سے استاد اور شاگرد دونوں بے وفا ثابت ہوتے ہیں۔ نہ مسیح نے حواریوں کا ساتھ دیا کہ خود آسمان پر خدا کی داہنی جانب جا کے بیٹھ گئے۔ اور نہ ہی ایسے کوتاہ ہمت کہ انہوں نے یروشلم سے نکل کر اور کہیں ان کی تلاش ہی نہیں کی۔ چاہیے تھا کہ وہ مسیح کی تلاش میں جنگل کا چپہ چپہ اور صحرا کا چپہ چپہ چھان ڈالتے۔ مگر انہوں نے بھی قدر عافیت گوشہ نشینی میں ہی سمجھی۔ مسیح کسی حال میں ہوں۔ وہ تو پہلے سے یروشلم میں ان کے نام پر ایک خانقاہ بنا کے اس کی ریکٹرشپ، سیکرٹری شپ۔ اور پریذیڈنٹ شپ کے لئے رسہ کشی کر رہے ہیں۔

مسیحیوں کا ناقص نقطۂ نظر

غرض جناب مسیح کی ادھوری زندگی ایک ناقص نقطۂ نظر کا نتیجہ ہے۔ اس کا حقیقت یا واقعات سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن چونکہ مسیحی چرچ اسی نقطۂ نظر سے مسیح کو دیکھنے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس لئے جب وہ اس موضوع پر قلم اُٹھاتا ہے۔ تو اُن کو ۳۳ سال کے بعد خلا میں پہنچا دیتا ہے۔ انہیں تاریخ کا اعتراف اور قوم کے آثار دکھائے جاتے ہیں۔ ان کے سامنے قبر مسیح کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ ان کی جوانی۔ ادھیڑ اور بڑھاپے کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں۔ خانقاہ "حمص" کی کتابوں کی تحریر پیش کی جاتی ہے۔ اور ہندوؤں کی مذہبی کتاب "بھوشیہ پران" کی یہ شہادت بتائی جاتی ہے کہ آپ ایک داعی ملت کے طور پر ہمالہ دیش میں سکونت پذیر ہو گئے۔ دیکھئے پرتی سرگ پرب کھانڈ ۴ ادھیا ۲ شلوک (آتا ۳۱) مگر وہ یہ تمام چیزیں دیکھنے کے بعد نہایت سادگی سے کہہ دیتے ہیں کہ جناب مسیح تو آسمان پر بیٹھے ہیں۔ تم یہ سب خرافات کہاں سے لے آئے۔

عوامی روایات

لوک کتھائیں یا عوامی روایات جو تاریخ دانی کا بنیادی ذریعہ ہیں۔ وہ انہیں بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ آج کا مورخ عوامی شہادتوں کے ذریعہ بہت سے فراموش شدہ واقعات اور گم شدہ شخصیتوں کی کھوج لگانے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ درحقیقت تاریخ نویسی اسی کا نام ہے کہ مورخ شہر، دیہات اور کھنڈرات میں جا کر واقعات کی تحقیق و تفتیش کرے۔ اور اس علاقہ کے لوگ جن واقعات کے ظہور کی تصدیق کریں۔ وہ تاریخ کا حصہ سمجھے جائیں۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ "موہنجو دارو" اور "ہڑپا" کی کھدائی سے پہلے برصغیر ہندو پاک کی قدیم تاریخ کچھ اور تھی اور اب کچھ اور ہے۔ ان کھنڈرات نے تاریخ ہند کے پرانے تصور کو بالکل بدل ڈالا۔ راجہ بھوج یا پہانوں اور "مہابھارت" کے بہت سے سورما جن کا وجود پہلے فرضی سمجھا جاتا تھا اور اب عوامی روایات کی بنیاد پر ان کا وجود تسلیم کیا جا رہا ہے۔ درحقیقت تاریخ دانی اسی کا نام ہے۔ نہ کسی پر مکھی مارنے کا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حقائق وہیں تک محدود ہیں۔ جو کالج میں پڑھائی جاتی ہیں۔ باقی ہل چلانے والے کسان۔ کشتیاں چلانے والے ملاح۔ اور چکیاں پیسنے والی عورتیں قصوں۔ کہانیوں اور گیتوں میں جن جن ہستیوں کا ذکر کرتی ہیں۔ وہ بالکل بے بنیاد ہوتی ہیں ان کا علم محض "کتابی علم" ہے۔ ایسے ہی لوگوں نے یسوع مسیح۔ رام اور کرشن چندر جی کے وجود سے بھی انکار کر دیا ہے۔ یہ دنیا کی رنگ برنگ کی تہذیبیں جو مختلف شخصیتوں کی طرف منسوب ہیں۔ ان کے نزدیک ذہنی وجود ہیں۔ یہ تاریخ دانی نہیں۔ بلکہ علم تاریخ کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ ان کے نزدیک اقوام و ملل کی تاریخ کتابوں میں محدود ہے۔ انسان کا سینہ علم واقعات سے خالی ہو گیا ہے

متی، مرقس، لوقا اور یوحنا

چنانچہ مسیحیوں کے نزدیک جب جناب یسوع مسیح کے حالات زندگی کا سوال آتا ہے۔ تو وہ ان کے حالات متی۔ مرقس۔ لوقا اور یوحنا کی اناجیل میں ڈھونڈتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے دو "تذکرہ نگار" یعنی متی اور یوحنا یا تو سرگزشت مسیح سے بے خبر تھے۔ یا حالات سے مجبور ہو کر واقعہ ہجرت پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ رہ گئے۔ لوقا اور مرقس تو یہ کوئی چشمدید گواہ نہیں۔ یہ بعد کے بزرگ ہیں۔ اب واقعہ صلیب کے بعد کا سفرنامہ بتائے تو کون؟ نتیجہ یہ ہوا کہ مسیحیوں میں یہ مستقل نظریہ قائم ہو گیا کہ آپ واقعہ صلیب کے بعد آسمان پر بیٹھے گئے۔ اور اب آپ کی سیرت و سوانح پر جتنی کتابیں لکھی جاتی ہیں۔ ان مسیحیوں کا نقطۂ مرکزی یہی ہوتا ہے

تھوما حواری کی شہادت گاہ و مرقد

اس نقطۂ نظر نے یسوع مسیح کو محض ایک علاقائی شخصیت بنا کے رکھ دیا ہے۔ جو صرف گلیل سے یروشلم اور یروشلم سے گلیل کا چکر لگایا کرتے تھے۔ ۸۰ میل کی مسافت میں ہی ان کا دائرہ عمل تھا۔ ہندوستان جہاں کے شمال و جنوب میں جناب مسیح کے نقوش آثار موجود ہیں۔ ان کا بابرکت قدم یہاں نہیں پہنچا۔ نہ اس سرزمین سے ان کا کوئی تعلق قائم ہوا۔ حالانکہ یہ بات نہایت حیران کن ہے کہ "سینٹ تھوما" جو یسوع مسیح کے ایک مقرب حواری تھے۔ اب ان کے آثار ہندوستان کے شمال و جنوب دونوں علاقوں میں دریافت ہو رہے ہیں۔ مدراس میں تو ان کی شہادت گاہ اور مدفن دونوں جگہ عالی شان چرچ بنے ہوئے ہیں۔ میں خود ان دونوں گرجا گھروں کی بار بار زیارت کر چکا ہوں۔ میں نے جب کبھی ان گرجا گھروں کے خدمت گذار پادریوں سے پوچھا کہ ان چرچوں کی تاریخ کیا ہے، تو ہر مرتبہ انہوں نے نہایت جوش اور ولولہ سے بتایا کہ یسوع مسیح کے مقدس حواری "تھوما" یہاں آئے تھے یہاں وہ توحید کا وعظ کہہ رہے تھے کہ ایک حق دشمن انسان نے بھالے سے ان کی پشت پر بھرپور وار کیا۔ اور وہ شہید ہو گئے۔ یہ کہہ کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس میں یہ منظر دکھایا گیا ہے۔ سینٹ تھوما مونٹ میں اور بہت سے مسیحی اکابر کی شہادت کے مناظر بھی اسی طرح بڑی بڑی تصویروں میں دکھائے گئے ہیں۔

مائلاپور (مدراس) کا یہ مقام جہاں "تھوما حواری" مدفون ہیں۔ ہر عہد میں مسیحیوں کے نزدیک قابل احترام رہا ہے۔ برصغیر ہندو پاک کے علاوہ بیرونی ممالک سے بھی اکثر مسیحی حضرات اس مزار مبارک کی زیارت کے لئے آتے رہتے تھے۔ بہت سے پادریوں اور سیاحوں کی سرگزشت کتب میں موجود ہیں۔ جن میں یہ درج ہے کہ انہوں نے مدراس میں تھوما حواری کی تربت کی زیارت کی انہیں شہادتوں میں ایک شہادت "وینس" کے مشہور سیاح "مارکوپولو" کی بھی ہے جو دو دفعہ ۱۲۸۸ء اور ۱۲۹۳ء میں کوئل کی بندرگاہ پر آیا تھا۔ دربارہ قسطنطین کے مورخ یوسی بوس [illegible] نے بھی اس روضۂ مبارک کا ذکر کیا ہے (تاریخ کلیسائے ہند از برکت اللہ)

صوبہ کیرالا میں تھوما کے آثار

مدراس کے بعد کیرالا کے جنوبی خطے میں تھوما حواری کے آثار کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ وہ مدینہ کیرالا ہے۔ یہاں کئی ایسے چرچ ہیں جن کے بانی "تھوما حواری" تھے عیسائیوں کی اصطلاح میں ان کو "سریانی چرچ" کہتے ہیں۔

۳۸ ویں یوکرسٹک کانگریس کے مرتبہ ایک کتاب "انڈین کیتھولک ریفرنس بک" شائع ہوئی ہے۔ اس میں بھی یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ "تھوما حواری" ہندوستان آئے تھے۔ انہوں نے کیرالا کے مقام PALUR میں سات چرچ قائم کئے۔ اس کے بعد وہ مدراس آئے اور یہاں جام شہادت نوش کیا۔

تھوما حواری کا موئے مبارک

یوکرسٹک کانگریس کے صرف تین ماہ بعد تھوما حواری کے اس برصغیر میں آنے کا ایک ثبوت مل گیا۔ انگریزی روزنامہ "انڈین ایکسپریس" بمبئی مورخہ ۸ مارچ ۱۹۶۵ء کی یہ خبر پڑھیئے کہ

"۷ مارچ کو ملک شام سے مسیحی زعماء کا ایک وفد تھوما حواری کا موئے مبارک لے کر بمبئی پہنچا اس کے لیڈر ہز ہولی نس Maran Har ougan تھے۔ دوسرے تین ارکان بھی چرچ کے اعلیٰ عہدیدار تھے شانتا کروز ہوائی اڈے پر سریانی عیسائیوں نے ان کا شاندار استقبال کیا تھا۔ یہ وفد ایک بڑے جلوس کے ساتھ ہوائی اڈے سے آرتھوڈوکس چرچ (دادر بمبئی) آیا۔ یہاں آکر اس نے لوگوں کو تھوما حواری کے "موئے مبارک" کی زیارت کرائی۔ اور اس کی تاریخ یہ بیان کی کہ یہ مقدس یادگار ۳۹۴ء میں "مائلاپور" مدراس سے "سریا" میں بھیجی گئی تھی۔ جون ۱۹۶۴ء میں ملک شام کے ایک مقام Mosul (موصل) میں ایک گرجا گھر کی مرمت ہو رہی تھی۔ تو مسطور کا ایک بکس ملا۔ جس میں یہ موئے مبارک محفوظ تھا۔" (انڈین ایکسپریس بمبئی ۸ مارچ ۱۹۶۵ء)

دادر چرچ میں یہ تقریب بہت دھوم دھام سے منائی گئی۔ اخباروں نے اس وفد کے بڑے بڑے فوٹو شائع کئے ان کے سر پر جو موٹی موٹی قبہ نما ٹوپیاں تھیں۔ وہ دیکھنے والوں کے لئے ان میں بڑی کشش تھی۔ (باقی)

درخواست دعا

میرے خالو شاد کھیالی مرحوم محمد سلیمان آف نصیو نے میٹرک کا امتحان دیا ہے احباب دعا فرمائیں کہ عزیز کو اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔

بشیر احمد گجراتی قادیان دارالامان

بھوگام میں ایک رات

جلسہ، بیعت اور ایک پادری صاحب سے تبادلۂ خیالات

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ مظفر پور بہار

خاکسار اپنی ذاتی ضرورت کے لیے اپریل کے آخر میں ضلع بن پوری ریو.پی) آیا ہوا تھا۔ معرکۂ شدھی کے لحاظ سے دوسرے اضلاع کی نسبت ضلع بن پوری بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سرزمین کو احمدیہ جماعت کے مبلغین اور وقفِ ایام کے ذریعہ سینکڑوں مجاہدین و معلمین نے اپنے پاؤں سے خوب روندا ہے ان میں سے ایک بزرگ ہستی مکرم مولوی جلال الدین صاحب کا نام اس علاقہ میں بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ جو اس علاقہ میں سالہا سال گھر گھر پھر کر اور گاؤں گاؤں گھوم کر فریضۂ تبلیغ سرانجام دیتے رہے۔ اور غربت ہی میں وفات پائی۔

مولوی جلال الدین صاحبؒ کی تبلیغ سے متاثر ہو نے والوں میں سے ایک دوست مکرم و محترم قاضی محمد ظہیر الدین صاحب عباسی صدر جماعت احمدیہ علی پور کھیڑہ کے زیرِ تبلیغ دوست ہیں اور بھوگام میں کپڑے کی دکان کرتے ہیں۔ خاکسار کی آمد کی اطلاع ملنے پر یہ دوست علی پور کھیڑہ ملاقات کے لئے تشریف لائے ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک تبلیغی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر یہ طے پایا کہ آج ہی رات کو بھوگام میں ایک جلسہ کیا جائے جس میں سیرت النبیؐ کی روشنی میں ہندو مسلم اتحاد اور ملکی مفاد کے اصول بیان کئے جائیں۔ یہ پروگرام طے کرکے زیرِ تبلیغ دوست واپس تشریف لے گئے۔ خاکسار اور سید قاضی صاحب بعد نمازِ مغرب بس اسٹاپ کی طرف بڑھے بس چند منٹ قبل جا چکی تھی چنانچہ چھ میل پیدل چل کر ہم لوگ قصبہ بھوگام پہنچے حسب پروگرام جلسہ ہوا۔ شب تاریک میں حاضری تو کم ہی رہی۔ مسجد کی چھت پر جلسہ منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر اور روشنی کا بھی اچھا انتظام تھا۔ اور حاضرین نے تقریر کا اثر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا لیا۔ جلسہ کا پورا انتظام مع اخراجات زیرِ تبلیغ دوست نے کیا۔ ۲۰ر اپریل بروز جمعہ بعد نماز فجر زیرِ تبلیغ دوست بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ پانچ روپے چندہ بھی دیا۔ اور ایک روپیہ ماہوار بے شرح چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

قصبہ بھوگام میں یہ دوست پہلے احمدی ہیں۔ بزرگانِ سلسلہ و احباب کرام سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نو مبائع دوست کو استقامت عطا فرما دے۔ اور ان کے خاندان اور قصبہ کی دوسری سعید روحوں کو حلقۂ جماعت احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔

تبادلۂ خیالات

صبح سات بجے بس اسٹاپ پر ہم لوگ پہنچ گئے۔ ایک گھنٹہ بس کی روانگی میں وقفہ تھا انتظار میں کھڑے ہوئے تھے کہ بھوگام کے ایک مشہور و معروف صوفی گھرانہ کے چشم و چراغ اور خانقاہ کے متولی اور گدی نشین پہنچ گئے۔ ان سے تعارف ہو ہی رہا تھا کہ ایک اور صاحب پہنچ گئے۔ قبلہ قاضی صاحب نے یہ فرماتے ہوئے ان سے تعارف کرایا کہ آپ اس علاقہ کے پادری صاحب ہیں۔ ہمیں اور کیا چاہیے تھا۔ تعارف کے ساتھ ساتھ بس اسٹاپ دار التبلیغ میں تبدیل ہو گیا۔ خاکسار نے سلسلہ کلام اس طرح شروع کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاکباز فرستادہ اور نبی ہیں قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کا تذکرہ نہایت احترام کے ساتھ موجود ہے اس لئے ہم لوگ ان ہر دو ہستیوں کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ اگرچہ حضرت علیہ السلام کو ہم خدا یا خدا کا بیٹا تسلیم نہیں کرتے لیکن خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول ہونے کی حیثیت سے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بہت احترام کرتے ہیں۔ آپؑ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ تو یہود نا مسعود نے آپ کی شدید مخالفت کی کانٹوں کا تاج آپؑ کے سر پر پہنایا صلیب پر چڑھا کر مارنے کی کوشش کی کیونکہ بائیبل میں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی صلیب پر مارا جاتا ہے۔ اس لئے یہود نا مسعود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا نبی ثابت کرنے کے لئے یہ تمام کارروائی کی۔ البتہ قرآن کریم نے چند لفظوں میں نظریۂ یہود کی تردید فرما کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیبی موت سے بری قرار دیا ہے۔ فرمایا وما قتلوہ وما صلبوہ یعنی ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا اور نہ ہی صلیب پر مارا۔ بلکہ آپ پر ایک غشی کی حالت طاری ہو گئی تھی۔ جو موت کے مشابہ تھی۔ چنانچہ جنگ احد میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی جب غشی کی حالت طاری ہو گئی تو مسلمان اور کفار اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ آپؐ کا انتقال ہو گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس تھی پس قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا پاکباز نبی قرار دے کر مسیحؑ کی صلیبی موت کی تردید کرتا ہے اور عقیدۂ یہود کو رد کرتا ہے

پادری صاحب نے فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمام ہی انسان بُرے ہوں یا اچھے سب خدا کے بیٹے ہیں اور خالص طور پر خدا تعالیٰ کے ہی بیٹے ہیں۔

خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ بائیبل میں بہت سے لوگوں کو خدا کے بیٹے قرار دیا گیا ہے۔ اور حضرت یعقوب کو خدا کا پلوٹھا بیٹا بھی بتایا گیا ہے۔ اسی طرح حدیث میں بھی الخلق عیال اللہ کے الفاظ میں مخلوق خدا کو خدا تعالیٰ کا کنبہ بتایا گیا ہے لیکن یہ تمام الفاظ استعارۃً استعمال کئے گئے ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کسی کا باپ اور بیٹا ہونے سے پاک ہے قرآن کریم میں "لم یلد ولم یولد" کے الفاظ میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی یہ الفاظ استعارۃً ہی استعمال کئے گئے ہیں۔ بائیبل میں ملک صدق کو بے ماں باپ اور بے نسب نامہ قرار دے کر خدا کے بیٹے کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے تھے۔ لہٰذا اگر آپ استعارۃً نہیں بلکہ حقیقی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا قرار دینے پر مصر ہیں۔ تو ایسی صورت میں آپ حضرت مریم علیہا السلام کو نعوذ باللہ من ذالک اللہ تعالیٰ کی بیوی قرار دینے پر مجبور ہوں گے۔ حالانکہ آپ ایسا کوئی عقیدہ نہیں رکھتے۔ لہٰذا اس بنا پر بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے "ابن" کا لفظ محض استعارۃً استعمال ہوا ہے نہ حقیقتاً۔

پادری صاحب محترم اس دلیل کے سامنے تو بالکل خاموش ہو گئے البتہ انہوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ بائیبل کا جو نسخہ زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے جس کی وجہ سے متعدد آیتوں میں ردّ و بدل ہو گیا ہے۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ قرآن کریم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ یحرفون الکلم عن مواضعہ یعنی اہلِ بائیبل کلمات کو محرف و مبدل کرتے رہتے ہیں۔

مسئلہ کفارہ!

پادری صاحب نے یہ سوال بھی اٹھایا کہ ہر انسان چونکہ پیدائشی طور پر گنہگار ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے رحم و عدل کو قائم کرنے کے لئے اپنے بے گناہ بیٹے کو صلیب پر مار دیا۔ تاکہ گنہگاروں کے گناہ بخشے۔

خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ پیدائش ۳ میں کہا گیا ہے کہ سانپ نے پہلے حوا کو بہکایا پھر حوا نے آدم کو بہکایا۔ پس اگر آپ کے عقیدہ کے مطابق انسان کو پیدائشی گنہگار تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی مرد کی بجائے عورت کا گناہ زیادہ ثابت ہوتا ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام عورت کے پیٹ سے پیدا ضرور ہوئے تھے۔ پس آپ کا یہ نظریہ خود آپ کے مسلمات کی رو سے غلط ٹھہرتا ہے۔ البتہ اسلامی نظریہ یہ ہے کہ ہر بچہ فطرت صحیحہ پر پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد میں وہ ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام نبی بے گناہ ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کی پاکبازی اور قوت قدسی کے نتیجہ میں دنیا کے فرزندوں میں نیک تبدیلی پیدا ہوا کرتی ہے۔ ورنہ مسیح کی صلیبی موت سے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کی صفت عدل اور رحم کا ظہور نہیں ہوتا بلکہ یہ نظریہ عدم عدل اور عدم رحم پر مبنی ہے۔ زید گناہ کرے اور بے گناہ بکر کو صلیب پر لٹکا کر مار دینا اور بے گناہ کو لعنتی قرار دے دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ اور "بدھو راجہ بیداد نگری" کی غیر مبہم مثال۔

پس اس مقام پر یہودیوں کے ساتھ ساتھ عیسائی حضرات نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت کا اعتراف کرکے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاکباز نبی کو لعنتی قرار دے کر بڑی خطرناک ٹھوکر کھائی ہے۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی ہر اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) اپنی موت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت پر ایمان رکھتا ہے۔ قرآن کریم کے ان چند الفاظ نے عیسائیت اور یہودیت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اور امر واقعہ بھی یہ ہے کہ یہودیوں نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت کی بنا پر آپؑ کی تکذیب و توہین کرکے آپؑ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اور عیسائیوں نے بھی صلیبی موت کا اقرار کرکے یہودیوں کی ہاں میں ہاں ملا دی۔

پادری صاحب نے فرمایا کہ کیا انجیل سے اس بات کا ثبوت مل سکتا ہے کہ یسوع مسیح صلیب پر نہیں مرے تھے؟

خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ انجیل میں واقعہ صلیب کو یونس نبی کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے اسی طرح پیلاطوس کی بیوی کو خواب آیا تھا کہ اگر مسیح ہلاک ہو گیا تو تم ہلاک کئے جاؤ گے چنانچہ انجیل سے بالوضاحت ثابت ہے کہ پیلاطوس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کی پوری پوری کوشش بھی کی۔ اور مزید ثبوت یہ ہے کہ وہ لوگ تباہ و برباد بھی نہ ہوئے تھے۔ اور حضرت مسیح کا پہلو چھید نے سے خون نکل پڑا تھا۔ اور صلیب سے اتارنے کے بعد آپؑ کی ہڈیاں بھی توڑی نہیں گئی تھیں۔ اور آپؑ کو آپ کے ماننے والوں کے سپرد بھی کر دیا گیا تھا اور واقعہ صلیب کے بعد آپؑ نے حواریوں کو اپنے زخم بھی دکھلائے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی موت سے بچ نکلنے کا ایک عظیم الشان اور ناقابل تردید ثبوت یہ بھی ہے کہ آپؑ نے نہایت تضرع اور عاجزی سے خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کی تھیں کہ صلیبی موت سے اللہ تعالیٰ آپ کو بچا لے۔ جب یہود نامسعود آپ کو گرفتار کرکے صلیب پر مارنے کی کوشش میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ تو آپ نے گڑگڑا کر دعا کی کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور منہ کے بل گر کر دعا کی کہ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے اور ساری رات دعا کرتے رہے اور شاگردوں کو بھی جگا جگا کر پُر زور الفاظ میں دعا کی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر "عبرانیوں" میں لکھا ہے کہ خدا ترسی کے سبب اس کی سنی گئی۔ یہی حضرت مسیح علیہ السلام کی اس موقعہ پر متضرعانہ دعائیں۔ اور ان دعا کی قبولیت کا ثبوت خود بائبل پیش کر رہی ہے۔ اور یہ دعائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس قدر الحاح تضرع اور عاجزی سے کی ہیں کہ ان کو کتبِ انجیل میں تلاش کرنا ایک غیر ممکن مستبعد اور محال امر ہے۔ پس اگر بقول شما یہ سب دعائیں رد ہو گئیں اور پھر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مارے گئے تو پھر تسلیم کر لینا چاہئے کہ یسوع مسیح کی کوئی دعا بھی قبول نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس کے بچائے جانے کی کوئی دعا انجیل میں موجود ہی نہیں ہے۔ اور آج کل تو اس مسئلہ پر انگلینڈ میں ایک زبردست بحث چل رہی ہے۔ اور بڑے بڑے ڈاکٹر اور عیسائی محققین نے بڑے زوردار انداز میں اس حقیقت کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات صلیب پر واقع نہیں ہوئی تھی (پادری صاحب نے اس موقع پر اعتراف کیا کہ واقعی یہ بحث انگلینڈ میں حیرت انگیز طور پر چل پڑی ہے)

پیغام احمدیت

پادری صاحب نے ان سب باتوں کو نہایت توجہ اور تسلی سے سنا۔ اور آخر میں کہا کہ ہر گمراہی کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کا فرستادہ آیا کرتا ہے موجودہ زمانہ میں کوئی مامور من اللہ آپ کے نزدیک آنے والا ہے یا نہیں؟

خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

"اب سے مجھے ہرگز نہ دیکھو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔" (متی)

چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر مبعوث ہو چکے ہیں۔ آپ مسیح موعود ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوبو پر ظاہر ہوئے ہیں۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام غربت اور بے کسی اور مسکینی کی حالت میں مبعوث ہوئے تھے اور یہود نے اشد ترین مخالفت کی تھی۔ اسی طرح آپؑ کی بھی اشد ترین مخالفت ہوئی۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ایلیا نبی کے متعلق یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ جسم سمیت رتھ پر سوار ہو کر آسمان پر مقیم ہیں۔ اور دوبارہ آئیں گے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے اس نظریہ کو رد کیا۔ اور بتایا کہ یوحنا ایلیا کے رنگ میں آیا ہے۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی اس زمانہ میں یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ اور مسلمان اور عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسد عنصری آسمان پر جانے اور آپ کی دوبارہ آمد کے معتقد ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معجزانہ طور پر اس کی تردید فرمائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر کی طرف ہجرت اور سری نگر محلہ خانیار میں آپؑ کی قبر بتائی۔ بھوشیہ مہاپران میں اور دوسرے ہندوستانی لٹریچر میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں آمد کا ثبوت مل رہا ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ صلیب پر فوت ہوئے نہ آسمان پر جسم خاکی سے تشریف لے گئے اور نہ ہی وہاں سے دوبارہ آئیں گے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ نے طبعی موت سے وفات پائی۔ اور آپ کے نام پر آنے والے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ اور آپ کے مشن معجزانہ طور پر زمین کے کناروں تک پھیل رہے ہیں۔ اور جس طرح بجلی پورب سے کوند کر پچھم کو آنًا فانًا روشن کر دیتی ہے۔ اسی طرح ابن آدم کا آنا ہوا۔ لیکن دنیا ابھی تک اس فرستادۂ حق سے غافل ہے کیونکہ بائیبل میں مسیح موعود کا آنا چور کی طرح بتایا گیا ہے۔

جناب پادری صاحب اور جناب مولانا جلیل صاحب گدی نشین بحوبیت کے عالم میں یہ سب کچھ سنتے رہے۔ اور بہت متاثر ہوئے۔ بس کی آمد نے اس مجلس کو برخاست کر دیا۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گفتگو کے بہترین نتائج ظاہر فرما دے۔ آمین۔

خاکسار
عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

نجات کی طرف دوڑو

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:-

۱۔ "خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ اُن کو جنت دے گا۔"

۲۔ "اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو!"

۳۔ "دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو غریباً طہر گھر اور ہر ملک سے نکال دیا گیا ہے ..... اے احمدی مخلصو!!! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے کہ خدا کو اس کے گھر داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو گے؟

۴۔ "سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپؐ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔"

اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے۔ اور تحریک جدید کے جہاد میں حصہ لے کر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست دعا۔ خاکسار عرصہ ... سال سے متواتر مالی پریشانیوں میں مبتلا ہے اور قرضہ کا بھاری بوجھ ہو گیا ہے جس کی ادائیگی کی کوئی صورت بظاہر نہیں آتی۔ اسی طرح خاکسار کا لڑکا مشتاق احمد بعمر ۱۸ سال پانچ سال سے درد شکم سے بیمار چلا آتا ہے۔ اس کے متعلق بھی بہت پریشان ہوں یہی بچہ میری امیدوں کا سہارا اور عصائے پیری ہے۔

اسلئے تمام احباب جماعت بزرگان سلسلہ، افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور درویشان قادیان سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میرے بچے کو کامل و عاجل شفا بخشے اور قرض کی ادائیگی کی سبیل نکالے۔

خاکسار طالب دعا قاضی اللہ داد خان غوری احمدی صدر جماعت احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان (مغربی پاکستان)

ولادت برادرم شیخ غلام نبی صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچہ کا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت عزیز کا نام محمد سلطان تجویز فرمایا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے عزیز نو مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

بشیر احمد مشتاق متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان

نئے مالی سال کا آغاز

(اداریہ)

احباب جماعت کی ذمہ داری

یکم مئی ١٩٦٥ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ اور جملہ جماعتوں کو اُن کے ذمہ گذشتہ مالی سال کے بقایا اور بجٹ کی پوزیشن سے اطلاع بھجوائی جا چکی ہے جس سے ظاہر ہو گا کہ جماعتوں کی کافی تعداد ایسی ہے جن کے ذمہ گذشتہ مالی سال کے چندہ کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ اور بعض جماعتوں کی وصولی اُن کے ذمہ واجب الادا بجٹ کے مقابل پر بہت کم ہوئی ہے۔ چونکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے متوقع بجٹ کے مطابق اخراجات جاری رکھنے بہر حال ناگزیر ہوتے ہیں۔ اس لئے وصولی لازمی چندہ جات میں جس قدر کمی رہ گئی ہے۔ اسی قدر خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان زیر بار ہوا ہے۔ اخراجات کے مقابل پر چندہ جات کی آمد میں بدستور کمی کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو مزید مقروض ہو کر غیر معمولی مالی مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یا پھر انجمن کو بعض ضروری کام بند کرنے پڑیں گے۔ اور یہ ہر دو صورتیں ترقی کرنے والی روحانی جماعتوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا موجب بن سکتی ہیں۔

اس زمانہ میں تبلیغ و اشاعت اور اسلام کے روحانی غلبہ کا جو عظیم کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہوا ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جماعت کا ہر فرد اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے مالی قربانی میں اپنا قدم آگے بڑھاتے اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا وارث بنے۔ اس زمانہ میں مالی قربانی کو خدمتِ دین کا نصف حصہ قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کو چھوڑتا ہے وہ ضرور اُسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔"

اس وقت جماعت میں ایک معقول تعداد بے شرح اور بقایا دار احباب کی ہے۔ اگر وہ اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کرتے ہوئے اس بات کا عزم کریں کہ آئندہ وہ باقاعدہ باشرح چندہ ادا کریں گے۔ اور اپنے ذمہ سابقہ بقایا کی رقوم بھی موجودہ مالی سال میں ساتھ کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے۔ تو جماعت کی مالی مشکلات میں کافی حد تک کمی ہو سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ

"میں اُن دوستوں کو جن کے ذمہ بقایا ہے ہیں۔ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے بقایے جلد ادا کریں۔ مجھے یہ بات یاد نہ دلائیں کہ اس وقت مشکلات زیادہ ہیں۔ یہ بات تو ہر شخص کو معلوم ہے۔"

نیز آپ فرماتے ہیں۔ کہ

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا تعالےٰ کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے مانگ رہا ہوں۔ اگر تم چندہ میں سستی نہیں کرو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں۔ کہ تم دین کی ترقی میں سستی نہ کرکے گنہگار نہ بن جاؤ۔"

جملہ احباب جماعت اور عہدیداران اور محصلین صاحبان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ چندہ جات کی ادائیگی کے متعلق مندرجہ بالا ارشادات کو مستحضر رکھتے ہوئے اپنی ہر دو جب اور کوشش کو زیادہ موثر اور نتیجہ خیز بنا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں گے اور عند اللہ ماجور ہوں گے۔ تا اس نئے شروع ہونے والے مالی سال میں سو فیصدی بجٹ اور بقایا کی وصولی ممکن ہو سکے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آپ سب کو اس کی توفیق بخشے اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

---

١٠ ر ١١ رجولائی ١٩٦٥ء کو کانپور شہر میں صوبائی تبلیغی کانفرنس

صوبہ اتر پردیش (یو۔ پی) کی احمدی جماعتوں کے لئے ضروری اعلان

احباب جماعت احمدیہ اتر پردیش کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ ١٩٦٤ء کے موقعہ پر احباب جماعت ہائے احمدیہ اتر پردیش کی صوبائی کانفرنس کے انعقاد کی جو تجویز رکھی گئی تھی اسے نظارت ہذا نے منظور کر لیا ہے۔ یہ صوبائی کانفرنس امسال مورخہ ١٠ و ١١ رجولائی کو کانپور شہر میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مرکز کی طرف سے حسب ذیل علماء کرام انشاء اللہ اس کانفرنس میں شرکت کریں گے۔

١۔ مولوی شریف احمد امینی فاضل انچارج تبلیغ کلکتہ
٢۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انچارج مبلغ دہلی
٣۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب فاضل انچارج مبلغ بمبئی۔

یو۔ پی کے احمدی احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اس کانفرنس کو کامیاب بنائیں اور ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

موصی احباب اپنی ادائیگیوں کا جائزہ لیں

اور بقایا ادا کرنے کی کوشش فرماویں

جن موصی احباب کی طرف سے فارم اصل آمد پُر ہو کر آ رہے ہیں ان کی خدمت میں سالانہ حساب بھجوایا جا رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ اپنی ادائیگیوں کا جائزہ لے کر جو بقایا نکلتا ہو وہ جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر بقایا زیادہ ہو جائے تو وصیت کی منسوخی کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

فارم اصل آمد

صیغہ ہذا کی طرف سے گذرے ہوئے سال (یکم مئی ١٩٦٤ء تا ٣٠ رایریل ١٩٦٥ء) کی آمد معلوم کرنے کے لئے فارم اصل آمد تمام موصیوں کی خدمت میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ موصی احباب سے درخواست ہے کہ وہ جلد انہیں پُر کر کے واپس ارسال فرما دیں تاکہ ان کا سالانہ حساب ان کی خدمت میں بھجوایا جا سکے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اعلان نکاح

میرے لڑکے عزیزم بشیر احمد سلمہ اللہ کا نکاح القدسیہ بیگم بنت حکیم محمد رمضان صاحب ساکن تلاکر کے ساتھ مبلغ ١٠٠٠/- (ایک ہزار) روپیہ حق مہر پر محترم جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ٢٧/٥/٦٥ کو پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار محمد مستری گجراتی قادیان

خبریں

پیکنگ ۱۳ رمئی چین کی کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین ماؤزے تنگ کی بیماری کی افواہیں بدستور پھیلی ہوئی ہیں۔ لیکن چین سرکار کے ایک ترجمان نے ان افواہوں کو غلط قرار دیا۔ اور کہا کہ مسٹر ماؤزے تنگ کی صحت بہت اچھی ہے۔ اس تردید کے باوجود سفارتی ذرائع سے مختلف راجدھانیوں میں ماؤزے تنگ کی بیماری کے شدید ہو جانے کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ پیکنگ سے برطانوی چارج ڈی افیئرز نے برطانوی محکمہ خارجہ کو اطلاع دی ہے کہ ماؤزے تنگ کی حالت کے ابتر ہو جانے کی افواہیں ہیں لیکن وہ نہیں کہہ سکتے کہ آیا یہ افواہیں درست ہیں یا نہیں۔

جموں ۱۳ رمئی۔ شیخ عبداللہ کی نظربندی سے پہلے اور بعد وادی کشمیر میں جن ۱۵ اشخاص کو گرفتار کیا گیا تھا انہیں یہاں سے ۱۰ میل دور کٹھوعہ میں رکھنے کے لئے ایک عارضی جیل بنائی جا رہی ہے آجکل نظربند جموں صوبہ کے گرم علاقوں کی جیلوں میں رکھے گئے ہیں کٹھوعہ ایک پہاڑی صحت افزا مقام ہے شیخ عبداللہ کو بھی چند سال پہلے نظربند رکھا گیا تھا

امرتسر ۱۳ رمئی۔ آج یہاں کے ایک سرکردہ ایڈووکیٹ شری موہن سنگھ تبرہ کی رہنمائی میں سو سکھ یاتریوں کا جتھہ شہیدی جوڑ میلہ کے سلسلہ میں بذریعہ ٹرین روانہ ہو گیا۔ جتھہ ۱۴ رجون کو شام کو لاہور سے ریل گاڑی کے ذریعہ واپس آئے گا۔ انہیں صرف گاڑی کے ذریعہ سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ لاہور میں ان کی نقل و حرکت پر پابندیاں رہیں گی۔ اور لاہور کی میونسپل حدود سے باہر نہیں جا سکیں گے اسلئے شرومنی کمیٹی کے جتھے کے پاسپورٹ نہیں بن سکے۔ شری موہن سنگھ تبرہ نے علیحدہ طور پر سکھ یاتریوں کے جتھے کی منظوری حاصل کی تھی۔

کلکتہ ۱۳ رمئی آسام کے محکمہ مزدی شری بی پی چالیہ نے یہاں ایک انٹرویو میں کہا کہ پاکستان نے پچھلے چند ہفتوں میں آسام کی سرحدوں پر مزید فوجیں جمع کر دی ہیں۔ اور ابھی مزید فوجیں بھیجی جا رہی ہیں۔ تریپورہ کے محکمہ منتری نے بھی آج یہاں ایک انٹرویو میں پاکستان کی جنگی تیاریوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ پاکستان سرکار نے تریپورہ کی سرحد پر ٹینک اور دوسرے بھاری ہتھیار جمع کر دیئے ہیں۔ ساری سرحد پر ایسٹ پاکستان رائفلز کے دستے تعینات ہیں۔ اور ان کے پیچھے باقاعدہ فوج کے دستے بھی تعینات ہیں۔

نئی دہلی ۱۳ رمئی۔ یہاں آمدہ مستند اطلاعات کے مطابق پاکستان نے رن کچھ کی سرحد کے اس پار سندھ میں زبردست فوجیں جمع کر دی ہیں۔ پاکستانی فوجوں کا سب سے زیادہ اجتماع نگر پارکر میں ہے۔ جہاں فوجی نقطۂ نگاہ سے پاکستان کو کنجر کوٹ کے علاقوں سے بھی زیادہ سہولتیں حاصل ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان نے وہاں ایک بہت بڑا ڈیم بھی تعمیر کر لیا ہے۔ جہاں سے وہ پانی چھوڑ کر بھارتی سرحدی علاقوں لاڈبرانی اور بیلا کو بھارتی فوجوں کی رسائی کے ناقابل بنا سکتا ہے۔ پانی چھوڑ دیئے جانے سے یہ بھارتی مقام بیار بیٹ وغیرہ سے کٹ جائیں گے نگر پارکر کا علاقہ ادھر راجستھان سے بھی ملتا ہے۔ ایک اور سرحدی مقام بادین میں بھی پاکستان نے ہوائی طاقت جمع کر رکھی ہے۔ اور اسے سپلائی کا سنٹر بنا دیا ہے ان تمام حقائق کی روشنی میں باخبر حلقوں کا قیاس ہے کہ پاکستان حملہ کی پوری تیاری کر رہا ہے۔ پاکستان سرکار نے جنگبندی کی برطانوی تجاویز کے متعلق اپنا ردعمل ابھی تک ظاہر نہیں کیا۔

ڈھاکہ ۱۳ رمئی۔ مشرقی پاکستان کے ساحلی اضلاع میں یہاں حال ہی میں طوفان اور سمندری سیلاب سے بھاری تباہی ہوئی تھی۔ اور یہاں ابھی لاشیں بھی پوری طرح سے نہیں اٹھائی جا سکیں۔ آج پھر نیا طوفان آنے کا خطرہ ہے۔ آج دوپہر چاٹگام کی بندرگاہ کو خبردار کر دیا گیا جسکہ طوفان کے آنے کا شدید خطرہ ہے۔

دھنباد ۱۳ رمئی۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ دھوری کی کان سے اب تک ۱۵۰ لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ کانکنی کے محکمہ کے ایک ترجمان نے بتایا کہ کان کے بعض حصوں میں جو آگ سلگ رہی تھی اس پر کسی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ بہار کے گورنر نے کل لاشیں نکالنے کا کام دیکھا۔ لاشیں اس طرح جل بھن چکی ہیں کہ انہیں پہچاننا مشکل ہے۔ تمام لاشوں کو اکٹھا سنسکار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مرنے والوں کو پوسٹ مارٹم کی جگہوں اور شمشان گھوٹ میں پہنچانے کے لئے بھیجا رہا ہے۔ ۶۰ چھتر منگوائے جا رہے ہیں۔ لاشیں ۱۳۰۰ بیگھہ رقبہ میں بکھری پڑی ہیں۔ پتہ چلا ہے کہ کان کے مالکان کو ہلاک شدگان کے لواحقین کو تقریباً ۲ لاکھ روپے معاوضہ ادا کرنا پڑے گا۔ کئی ورکروں نے اپنی زندگی کا بیمہ کرا رکھا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ بیمہ کمپنیوں کو ان کے لواحقین کو سات لاکھ روپے ادا کرنا پڑیں گے کئی خیراتی اداروں کی طرف سے بھی روپیہ بھیجا جا رہا ہے۔ کان کے مالک راجہ رام گڑھ نے تخریبی کارروائی ہونے کا شبہ ظاہر کیا تھا۔ لیکن حکام کا خیال ہے کہ یہ الزام بے بنیاد ہے۔ پولیس نے کان کے مالک کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

کراچی ۱۳ رمئی۔ پاکستان کی قومی اسمبلی کے اپوزیشن ممبر مسٹر اختر الدین نے کہا ہے کہ مشرقی پاکستان کے حالیہ طوفان سے تقریباً ۳۰ ہزار آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ متاثرہ علاقہ میں ایک کروڑ آدمی پانی، خوراک اور کپڑے وغیرہ کی قلت سے پریشان ہیں۔ اپوزیشن لیڈر نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے اب تک جو امداد کا کام کیا گیا ہے وہ بالکل ناکافی ہے۔

شکریہ احباب

مورخہ ۲۷ اپریل کو خاکسار اپنی ذاتی ضرورت کے لئے مغل پور کھیڑہ ڈیو۔ پی آیا تھا۔ یہاں خاکسار کی سسرال ہے۔ میرے اہل و عیال چند ماہ سے یہیں آئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے اور سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ الودود اور صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی دعاؤں کے نتیجہ میں خاکسار کو چھ لڑکیوں کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس سلسلہ میں متعدد احباب اور درویشان کرام نے بھی دعائیں کیں ہیں ان سب کا تہ دل سے ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی جناب سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نومولود کا نام عبد الباسط تجویز فرمایا ہے۔ بچے کے نام کے بارہ میں بھی ایک ایمان افروز نوارد ہوا۔ بچہ کی والدہ نے پیدائش کے موقعہ پر اس امر کا اظہار کیا۔ کہ انہیں عبد الباسط نام بہت پسند ہے لیکن اس کا نام وہی رکھا جائے گا۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ تجویز فرمائیں گے۔ اور عجیب اتفاق ہے۔ کہ حضور نے بھی بچہ کا نام عبد الباسط تجویز فرمایا۔ بچہ کی والدہ کی طرف سے دس روپے شکرانہ فنڈ اور پانچ روپے امانت بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ بزرگان و احباب کرام سے عاجزانہ درخواست ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور اہل و عیال کو اپنی رضا کی راہوں پر پوری طرح گامزن ہونے کی توفیق بخشے۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان اعمل صالحاً ترضٰہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

عبد الحق فضل مبلغ مظفر پور بہار